ماہنامہ

ABC Certified باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

کرائم بیورو

کراچی

جنوری 2025ء

قیمت: 200 روپے

- دسمبر کے کرائم اسٹاپرز
- بلاول کے نام کھلا خط
- کراچی کیلئے خونی سال
- حیدرآباد کے تھانوں کا جائزہ
- خوبصورت پہاڑوں میں گھرا ''کنٹینر سٹی''
- سندھ کے پانی پر مراد علی شاہ کا دوٹوک اعلان
- کراچی میں ٹریفک حادثات
- پٹیل پارک سے نشتر پارک تک
- آن لائن جابز اور تحفظات
- مہاجر ثقافتی دن

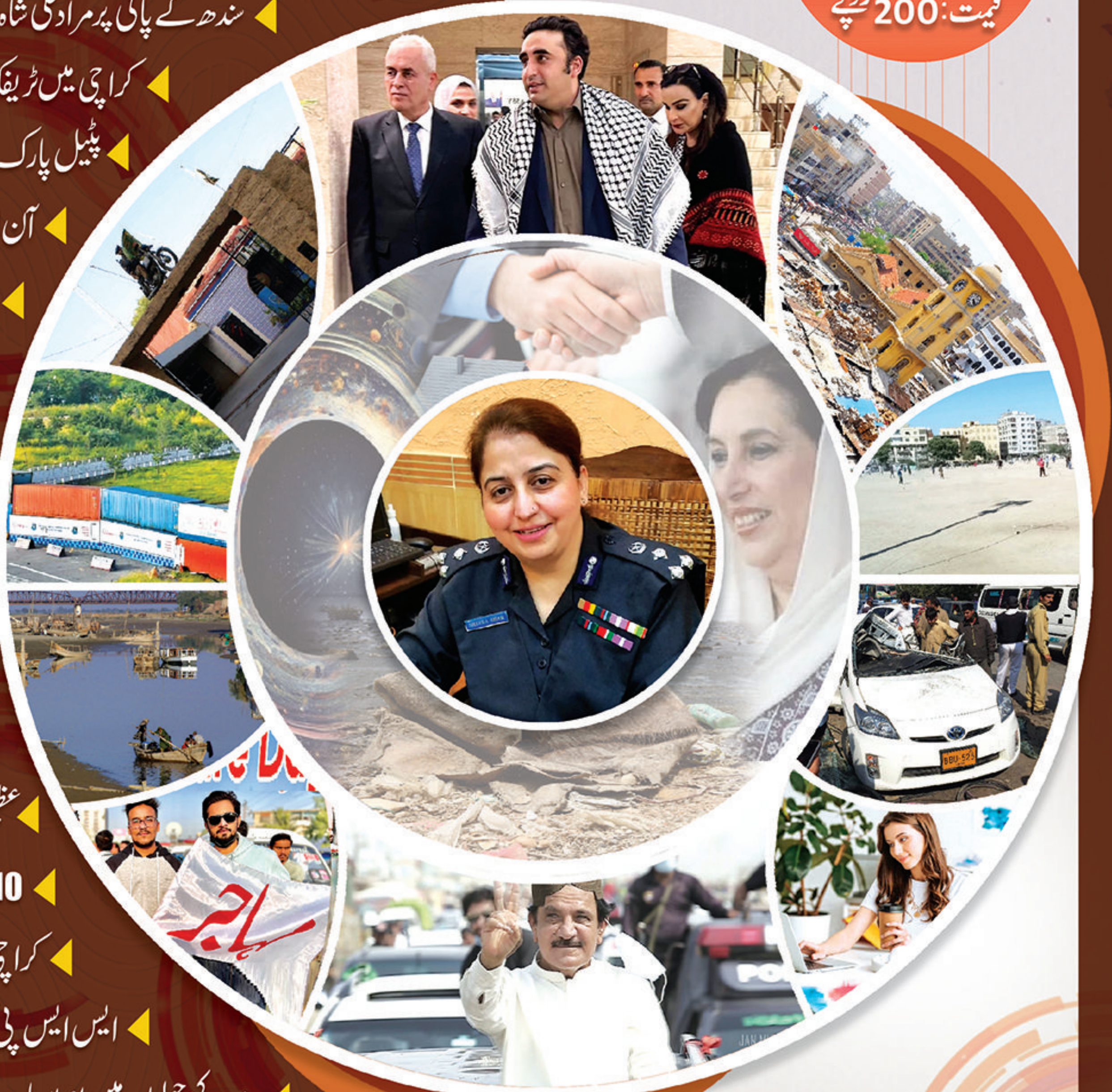

CRIME STOPPERS

- عظیم صادق سائنسدان
- 10 امیر ترین خاندان
- کراچی کی ساحلی پٹی آلودہ
- ایس ایس پی ٹھٹھہ کے احکامات
- سندھ کی جیلوں میں اصلاحات اور علی حسن زرداری
- اسکیم 33، گبول خاندان کی انٹریاں منسوخ
- جائیداد، گاڑی خریدنے پر پابندی کیوں؟

HAPPY Birthday

سید ساجد حسین کاظمی صاحب

کی سالگرہ مسلمانوں اور مومنوں کو

مبارک ہو

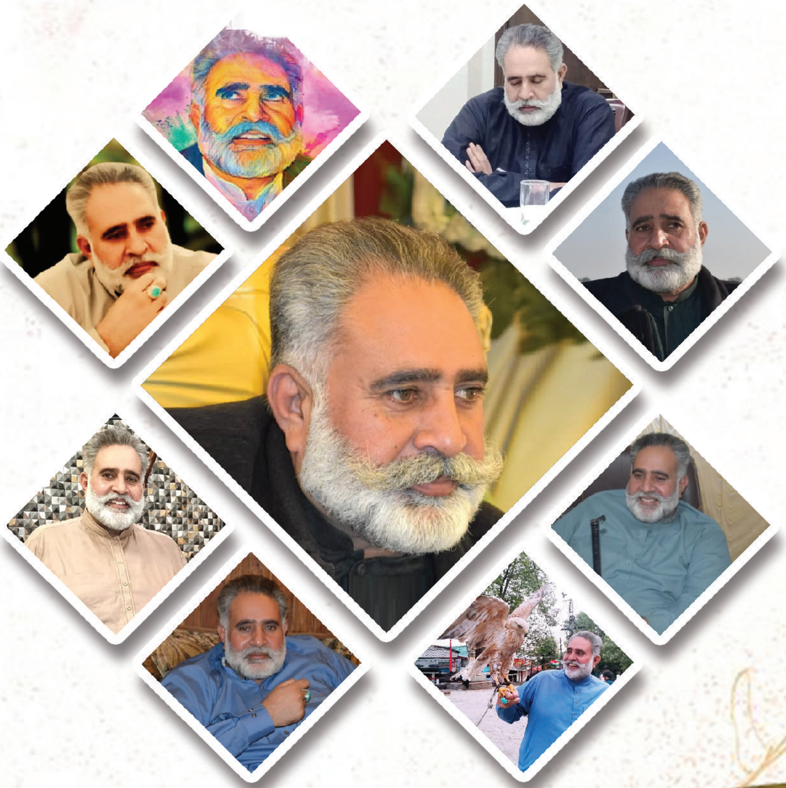

منجانب

ماہنامہ کرائم بیورو کراچی

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC Certified

ماہنامہ

کرائم بیورو

کراچی

جلد نمبر 04 | جنوری 2025ء | شمارہ نمبر 04

قیمت: 200 روپے

فرمان الٰہی

اس روز ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ پورا پورا دے دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا

(سورۃ آلِ عمران/25)

فرمان مصطفیٰ ﷺ

''بہترین انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کے لئے نافع ومفید ہو۔''

(بخاری شریف)

چیف ایڈیٹر: شیخ حسین امر

ایڈیٹر: عرفان ساگر

ڈپٹی ایڈیٹر: مارشا امر

مینجنگ ایڈیٹر: معظمہ جٹ

ایڈیٹر انوسٹی گیشن: شکیل نانچ

مجلس ادارت:

نیاز کھوکھر، راؤ جمیل، آغا خالد، ضیاء الرحمن، ڈاکٹر جعفر عباس، سمیر قریشی، غازی صلاح الدین، فاروق مرزا (امریکہ)، عبدالوحید جیلانی، افضل سندھو، کامران خان، اسداللہ خان، طارق پٹھان

انچارج انوسٹی گیشن ٹیم: زاہد شاہ

چیف رپورٹر: انور سلطان

کرائم رپورٹر:

عمیر خان، راؤ عدنان، نعمان صافی، رحمان بخاری

عبداللہ گدی، سہیل آرائیں، سلطان چاکی سومرو

احسن کندی (فیصل آباد)

چیف فوٹو گرافر: عبدالستار قریشی

بیورو چیف:

نوید میو (اسلام آباد)

سعدیہ حق (لاہور)

غلام شبیر (چنیوٹ)

عبدالغفور سروہی (حیدر آباد)

ڈسٹرکٹ رپورٹرز:

ابرار احمد (سوات)

مراد عباسی (پنو عاقل)

شہمیر قریشی (ٹھٹھہ)

ساجد علی شاہ (چنیوٹ)

انچارج سندھ ڈیسک:

سید انعام شاہ

قانونی مشیران:

سید عثمان الحسن ایڈووکیٹ، امجد حسین قریشی ایڈووکیٹ

امان اللہ یوسفزئی ایڈووکیٹ، نظر اقبال (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

لے آؤٹ ڈیزائنر: یٰسین قریشی

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
بلاول بھٹو کے نام کھلا خط	04
کراچی کے لئے خونی سال	05
حیدرآباد کے تھانوں کا جائزہ	06
عظیم صادق سائنسدان۔۔۔!!	08
DIG وویمن جیل شیبا شاہ (انٹرویو)	09-10
سندھ کے پانی پر مراد علی شاہ کا دوٹوک اعلان	12
کراچی میں ٹریفک حادثات	13
پٹیل پارک سے نشتر پارک تک	15-16
سندھ کی جیلوں میں اصلاحات اور علی حسن زرداری	18
ایس ایس پی ٹھٹھہ کے احکامات۔۔دبنگ کارروائیاں	20
آن لائن جابز اور تحفظات	22
دنیا کے 10 امیر ترین خاندان	24
اسکیم 33۔ گبول خاندان کی انٹریاں منسوخ	25
مہاجر ثقافتی دن (24 دسمبر کیوں؟)	27
خوبصورت پہاڑوں میں گھرا ''کنٹینرسٹی''	29
جائیداد، گاڑی خریدنے پر پابندی کیوں۔۔؟؟	30

پبلشر فضیل امر نے خرم پرنٹنگ پریس پاکستان چوک سے چھپوا کر آفس نمبر 1، پاکستان ہاؤسنگ اتھارٹی قائد آباد ملیر سے شائع کیا

بلاول بھٹو کے نام کھلا خط

بلاول بھٹو خوش نصیب ہیں کہ ان سے دیہی اور شہری سندھ یکساں توقعات رکھے ہوئے ہے

سندھ کابینہ میں حالیہ تبدیلیوں کو مکیش کمار کی وجہ سے عوامی قبولیت نہیں ملی

اندھا دھند صحافتی تنظیموں کی فنڈنگ سے سندھ حکومت تنقید کی زد میں

ایک مشاعرے کے نام پر سندھ سرکار نے 10 لاکھ نقد دے کر سب کو حیراں کر دیا

رپورٹ: آغا خالد

محترم بلاول بھٹو چیرمین پیپلز پارٹی کراچی، سندھ، پاکستان 45 سالہ شاندار جمہوری جدو جہد کی حامل پیپلز پارٹی اب آپ کی جھولی میں پرواں چڑھنے کو بے تاب ہے کیونکہ ماضی کے کٹھن 15 سالہ سفر میں پارٹی نے بہت کچھ کھویا ہے جس میں جناب کی عظیم ماں کی سب سے اہم شناخت" چاروں صوبوں کی زنجیر، بے نظیر بے نظیر" اب سکڑ کر ایک صوبہ سندھ تک محدود ہوگئی ہے، کائنات کی خوب صورتی میں ہر بدلتا موسم دل کش رنگ بھرتا ہے نئے پھول کھلتے ہیں تتلیوں کو نیا جیون ملتا ہے آب شار، جھرنے، دریا، سمندر سب کو نئی توانائی ملتی ہے بلکل اسی طرح ایک سیاسی جماعت بھی قیادت کی تبدیلی یا نئے خون کی آمد سے معاشروں کو بدل کر رکھ دیتی ہے کارکنوں میں نیا جوش اور ولولہ ہر سو ہلچل پیدا کر دیتا ہے او ذہین قیادت اس کے مثبت استعمال سے اس توانائی کو اپنے وطن کو سنوارنے اور اسے ترقی پذیر سے ایک ہی جست میں ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں۔

حضور والا! آپ کو بھی بڑے چیلنجز کا سامنا ہے مگر تھوڑا پلٹ کر دیکھیں تو سبق آموز جہد مسلسل کا ایک مشکل ترین باب ہے جب آپ کی عظیم والدہ نے 1988 میں وطن واپسی کے وقت اپنے بھائیوں کی سوچ کے برعکس ایک مشکل راستہ کا انتخاب کیا اپنے قدآور والد قائد عوام کے قاتلوں کے غول میں گھس کر سیاسی جدوجہد کا راستہ اپنایا اور پھر ان خونی بھیڑیوں کو عوامی پذیرائی کی قوت سے شکست دے کر ان کے سینوں پر مونگ دلی اور آپ کے نانا سے چھینا گیا ملک کا سب سے بڑا منصب حاصل کیا اور دنیائے اسلام کی پہلی خاتون وزیر اعظم کا حلف لیا۔۔اللہ اللہ کیا منظر تھا وہ، عرش معلیٰ نے بھی دیکھا، لاکھوں آنکھیں فرط جذبات سے آشکار تھیں اور ہر سو زندہ ہے بھٹو زندہ ہے کہ نعروں کی صدا گونج رہی تھی تب انہیں چومکھی لڑائی لڑنا پڑی ایک آمریت کے ہرکاروں سے اور دوسری پارٹی پر قابض انکلز کی فوج ظفر موج سے جو آستیں کا سانپ بنے ہوئے تھے مگر آج آپ کو یک رخے ماحول میں پارٹی کی قیادت ملی ہے اور یہ بھی آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ سے دیہی اور شہری سندھ یکساں توقعات وابستہ کیے ہوئے ہے مگر جناب والا ایسے حساس موقع پر جب پارٹی کی کھوئی مقبولیت چاروں صوبوں میں واپسی کی بھاری ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر آن پڑی ہیں تو آپ کی ناک کے نیچے آپ کی چیرمینی میں گزشتہ دنوں سندھ کابینہ میں کچھ بری تبدیلیاں دیکھنے کو ملیں جس سے عام آدمی میں تشویش بڑھی ہے وہ آپ کی پاکیزہ داماں سے یہ توقع نہ رکھتے تھے، مکیش کمار چاولہ پانچ سال سے زیادہ محکمہ ایکسائز کے وزیر رہے ان کے دور میں محکمہ میں بدعنوانی کے قصے زباں زد عام تھے منشیات اپنے اڈوں سے نکل کر تعلیمی اداروں تک پھیل چکی تھی اور ہیروئین سے آگے نشہ کے متعدد نئے نام روز بروز سامنے آرہے تھے جس سے ملکی اداروں کی تشویش میں بھی اضافہ ہورہا تھا جبکہ ایکسائز کے ایک اور شعبے موٹروہیکل میں ہر ڈیسک کی نیلامی ہورہی تھی اور ہر ماہ زیادہ ٹینڈر بھرنے والا چارج لے رہا تھا جس سے پارٹی کی ساکھ بری طرح متاثر ہورہی تھی اور گاڑیوں کی رجسٹریشن پلیٹ کئی سال لیٹ تھی جس کی وجہ مخالفین کمیشن مافیا کی لڑائی قرار دے رہے تھے مگر اس کے برعکس شرجیل میمن نے چند ماہ میں انقلابی اصلاحات کا نفاذ کیا منشیات فروشوں پر زندگی تنگ کردی، گاڑیوں کی رجسٹریشن آن لائین کردی جس سے رجسٹریشن ڈیسک کی خرید وفروخت بند ہوگئی اور شہریوں کو گھر بیٹھے گاڑیوں کی رجسٹریشن کروانے کی سہولت مل گئی جس سے پارٹی کی نیک نامی اور عوامی مقبولیت میں اضافہ ہوا، محترم سر اگر وزارت ایکسائز کی تبدیلی ناگزیر بھی تھی تو شرجیل میمن کو ہٹا کر کسی ایسے رکن اسمبلی کو دیتے جس کی شہرت اتنی بری نہ ہوتی اس سے قبل پارٹی شکار پور کے تیغانی کا کیس بھگت چکی تھی جس کے اسکینڈل نے عالمی شہرت حاصل کی اور پارٹی کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

کراچی پریس کلب آزادی اظہار، جمہوریت کی بحالی، آمریت کا بوریا بستر لپیٹنے میں سنہری حروف سے لکھی تاریخ کا حامل ادارہ ہے اس کی سالانہ فنڈنگ میں آپ جو بھی مدد کرسکتے ہیں دامے درمے سخنے کریں مگر صحافتی تنظیموں کو فنڈنگ کرتے وقت انکی اصلیت ضرور جانچ لیں۔

حضور والا ایک آخری گزارش ہے کہ صحافتی ادارے تاریخ کے بدترین بحران کا شکار ہیں میڈیا مالکان اپنے مالی مفادات کے حصول کی جنگ میں کارکنوں اور عامل صحافیوں کو ایدھن بنا رہے ہیں ایسے میں خراج تحسین ہے آپ کو کہ آپ کی توجہ سے سندھ حکومت نے کراچی پریس کلب اور کچھ غیر مقبول صحافی تنظیموں کی بھاری مالی مدد کی یقینا آپ کی اور سندھ حکومت کی نیت ہمدردانہ اور مثبت تھی آپ کی حکومت اور خود ہماری اپنی برادری کے لیے کچھ کیسز میں یہ بھاری مالی مدد جگ ہنسائی کا سبب بنی، جس میں قصوروار وہ لوگ ہیں جو جانتے بوجھتے بھی آپ کو حقائق سے لاعلم رکھ رہے ہیں۔

جناب عالی! کراچی پریس کلب آزادی اظہار، جمہوریت کی بحالی، آمریت کا بوریا بستر لپیٹنے میں سنہری حروف سے لکھی تاریخ کا حامل ادارہ ہے اس کی سالانہ فنڈنگ میں آپ جو بھی مدد کرسکتے ہیں دامے درمے سخنے کریں مگر صحافتی تنظیموں کو فنڈنگ کرتے وقت انکی اصلیت ضرور جانچ لیں جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ سانحہ 1971 کے بعد طے کیے گئے جاہلانہ فارمولہ کے تحت ملک کے ہر اہم ادارے اور تنظیم کو تقسیم در تقسیم کر کے کمزور کیا گیا جس کے نتائج آج ایسا کرنے والے خود بھی بھگت رہے ہیں ایسے میں کچھ لوگوں کو مشاعروں کے نام پر 10 لاکھ رپیہ وہ بھی نقد دینا کل حکومت اور پارٹی کے لیے باعث ندامت ثابت ہوگا آخر ایسی فنڈنگ کس قانون کے تحت کی جاتی ہے ہماری برادی حیران و ششدر ہے یقینا اس طرح کی بے قاعدگیاں آپ سے مخفی رکھی گئی ہوں گی خدارا آپ سے التجا ہے کہ سندھ حکومت کو پابند کریں کہ آئندہ صحافتی تنظیموں یا اداروں کو کوئی بھی فنڈنگ کریں تو برادری کی مقبول تنظیم کے یو جے صوبے کے دیگر شہروں کی یو جیز کے ذریعے کریں تا کہ نیک نیتی کے باوجود سندھ حکومت کے حصہ میں آئی بدنامی اور آنے والی آزمائشوں سے پارٹی اور صوبائی حکومت کو محفوظ رکھا جاسکے۔

سال 2024 روشنیوں کے شہر کراچی اور اسکے باسیوں کیلئے کیسا رہا

روشنیوں کے شہر کراچی میں سال 2024 خونی سال رہا

رپورٹ نعمان صافی

شہر کراچی پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی سمجھا جانے والا شہر لاوارث بنتا جارہا ہے شہر کراچی میں اب روشنیوں کی جگہ اندھیرا ہوتا نظر آرہا ہے شہر کراچی اب مسائلستان بنتا جارہا ہے کبھی اس شہر میں بجلی نایاب تو کبھی گیس اور کبھی پانی نایاب ہوتا ہے شہر کراچی کے باسی جہاں ان تمام مسائل کا سامنہ کررہے ہیں وہیں پر بے قابو اسٹریٹ کرائم اور حادثات بھی روز کا معمول بن گئے۔

روشنیوں کے شہر کراچی میں سال 2024 پر نظر ڈالی جائے تو بے لگام چیختی چنگھاڑتی ہیوی ٹریفک اور دوسری وجوہات کی بنا پر 9 ہزار کے قریب ٹریفک حادثات ہوئے ان ٹریفک حادثات کی وجہ سے 775 شہری اپنی قیمتی جانوں سے گئے جن میں 602 مرد 88 خواتین 62 بچے 21 بچے شامل ہیں جبکہ 8 ہزار دوسو کے قریب شہری حادثات میں زخمی ہوئے ڈکیتی مزاحمت پر سال 2024 میں تقریباً 115 شہری جانبحق ہوئے جبکہ شہریوں کے تشدد سے 21 ڈاکو ہلاک اور 65 ڈاکو زخمی ہوئے سال 2024 میں فائرنگ کے واقعات میں تقریباً 1620 شہری زخمی ہوئے جبکہ 360 افراد فائرنگ سے جانبحق ہوئے جبکہ اس شہر کراچی میں تقریباً 275 لاوارث لاشیں بھی ملی جن کو ریسکیو اداروں نے دفنایا سال 2024 میں 33 تشدد زدہ لاشیں بشمول 9 بوری بند لاشیں بھی برآمد ہوئیسال 2024 میں اسی شہر کراچی میں منشیات کے زیادہ استعمال کی وجہ سے 351 مرد اور 12 خواتین کی لاشیں ملی جبکہ 29 نومولود پھول جیسے بچوں کو بھی کچرا کنڈی کی نظر کیا گیا۔

اگر اسٹریٹ کرائم کے بے قابو جن کی بات کی جائے تو وہ بھی سال 2024 میں عروج پر رہا سی پی ایل سی کی جاری کردہ سال 2024 کے جنوری سے نومبر تک کی رپورٹس کے مطابق شہر کراچی سے 11 مہینوں میں 260 فور وہیل گاڑیاں چھینی گئی جبکہ 1654 فور وہیل گاڑیاں چوری کی گئی 2 وہیل گاڑیاں بھی سال 2024 کے 11 مہینوں میں 7711 کی تعداد میں چھینی گئی جبکہ 38693 ٹو وہیل گاڑیاں بڑی تعداد میں چوری کی گئیجبکہ شہر کراچی میں سال 2024 کے گیارہ مہینوں میں شہریوں سے 18213 موبائل فونز بھی چھینے گئے جبکہ 11 مہینوں میں اغوا برائے تاوان کے بھی 19 کیسز سامنے آئے جبکہ سال 2024 کے شروع کے گیارہ مہینوں میں بھتہ کے بھی 86 کیسز سامنے آئے جبکہ سال 2024 کے گیارہ مہینوں میں 511 شہری بھی اپنی قیمتی جانوں سے گئے۔

روشنیوں کے شہر کراچی میں اتنی بڑی تعداد میں چھوٹی بڑی گاڑیوں اور موبائل فونز چھینے

جانے اور قتل وغارت میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھونے والے شہریوں کے بعد دیکھا جائے تو بہت ہی قلیل تعداد میں چوری شدہ گاڑیوں اور موبائل فونز کی ریکوری کی گئی ہے 2024 کے گیارہ مہینوں میں چوری اور چھینے جانے والی 1914 فور وہیل گاڑیوں میں سے صرف 226 گاڑیاں ریکور کی گئی 2024 کے گیارہ مہینوں میں چوری اور چھینے جانے والی 46604 ٹو وہیل گاڑیوں میں سے صرف 1066 گاڑیاں ہی ریکور کی گئی 18213 موبائل فونز چھینے گئے جبکہ 123 موبائل فونز ریکور کئے گئے اتنی وارداتوں اور چھینا جھپٹی اور قیمتی جانوں کی ضیاع کے باوجود آئی جی سندھ کا فوکس اسٹریٹ کرائم کی بجائے ترجیحی بنیادوں پر گٹکا ماوا کی جانب رہا۔

اگر شہر کراچی میں ڈسٹرکٹ کے حساب سے کرائم دیکھا جائے تو کرائم میں نمبر ون پر ڈسٹرکٹ ایسٹ رہا جس میں رواں سال کے گیارہ مہینوں میں 12 ہزار سے زائد موٹر سائیکلیں اور 765 گاڑیاں چوری اور چھینی گئی جبکہ 5500 سے زائد موبائلز فون چوری اور چھینے گئے اور 117 شہری بھی اپنی قیمتی جانوں سے گئے کرائم میں نمبر ٹو پر ڈسٹرکٹ سینٹرل رہا جس میں 10 ہزار کے قریب گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چھینی اور چوری کی گئی جبکہ ساڑھے چار ہزار سے زائد موبائلز فونز چھینے گئے اور 60 شہری اپنی قیمتی جانوں سے گئے کرائم میں نمبر تھری پر ڈسٹرکٹ کیماڑی رہا جس میں 3 ہزار کے قریب گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چھینی اور چوری کی گئی جبکہ ایک ہزار کے قریب شہریوں کو ان کے موبائل فونز سے محروم کیا گیا اور 66 شہری اپنی قیمتی جانوں سے گئے کرائم میں نمبر فور پر ڈسٹرکٹ کورنگی رہا جس میں نو ہزار سات سو کے قریب گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چھینی اور چوری کی گئی جبکہ 2760 شہری اپنے موبائل فونز سے محروم ہوے اور 56 شہری اپنی جانوں سے گئے ڈسٹرکٹ ویسٹ میں 5031 گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چھینی اور چوری کی گئی جبکہ 1385 موبائل فونز چھینے گئے اور 96 شہری اپنی قیمتی جانوں سے گئے ڈسٹرکٹ ملیر میں 3751 گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چھینی اور چوری کی گئی جبکہ 978 موبائل فونز چھینے گئے اور 76 افراد اپنی قیمتی جانوں سے گئے ڈسٹرکٹ سٹی میں 2687 گاڑیاں چوری اور چھینی گئی جبکہ 689 شہری اپنے موبائل فونز سے محروم ہوے اور 18 شہری اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

ڈسٹرکٹ ساؤتھ میں 2621 گاڑیاں چوری اور چھینی گئی جبکہ 1637 موبائل فونز سے شہریوں کو محروم کیا گیا اور 34 افراد اپنی قیمتی جانوں سے گئے جبکہ 30 دسمبر کر کراچی پولیس چیف نے پریس کانفرنس کر کے اے وی ایل سی کی جانب سے ریکور کی گئی 138 کاریں اور 530 موٹر سائیکلیں مالکان کے حوالے کی لیکن مجموعی تعداد میں چھینی جانے والی گاڑیوں کی تعداد اور ریکور شدہ گاڑیوں کی تعداد میں یہ کہ سکتے ہیں آٹے میں نمک کے برابر ریکوری ہوئی ہے شہر کراچی جو روشنیوں کا شہر ہوتے ہوئے اب اندھیرے میں ڈوبتا جارہا ہے آخر ان اندھیروں کو دوبارہ روشنیوں میں کون بدلے گا الوداع سال 2024 اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ سال 2025 پر امن سال رہے اور ہمارا یہ شہر ایک بار پھر روشنیوں کا شہر بن جائے۔

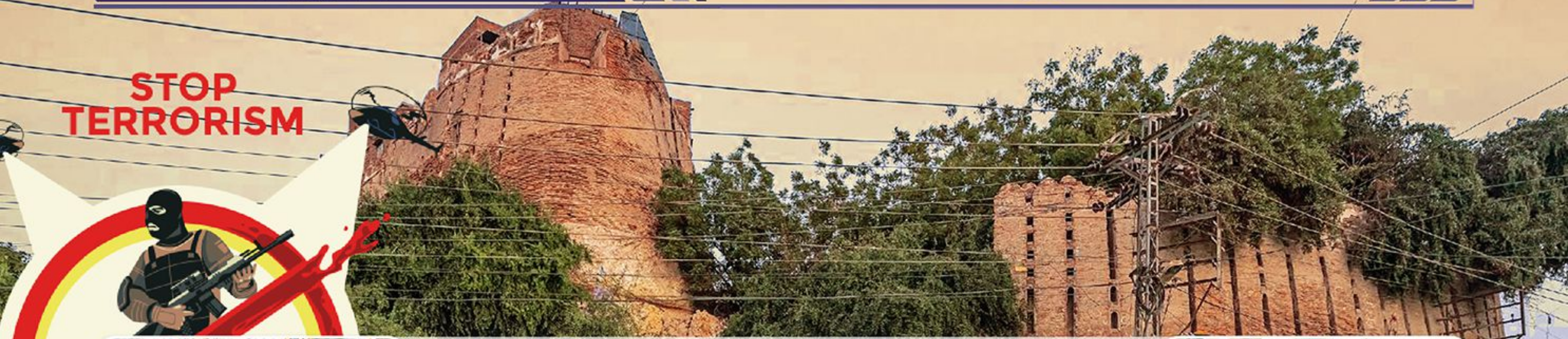

حیدرآباد کے پولیس تھانے:

قیام، مقصد اور موجودہ حالات کا جائزہ

رپورٹ: عبدالغفور سروہی

کسی بھی معاشرے میں امن و انصاف کا دارومدار اس کے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر ہوتا ہے اور پولیس ان اداروں میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ پولیس کا وجود ریاست کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے، جس کا مقصد معاشرے میں امن قائم کرنا، جرائم کو روکنا اور عوام کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ حیدرآباد جیسے گنجان آباد اور مختلف ثقافتوں کے حامل شہر میں پولیس کے کردار کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ لیکن کیا پولیس اپنے بنیادی مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے؟ اور اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

یہ رپورٹ ان ہی سوالات کے جوابات فراہم کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں حیدرآباد پولیس کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لیا

گیا ہے اور اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اصلاحات کس طرح پولیس اور عوام دونوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہیں۔

قیام کا مقصد: امن، انصاف اور تحفظ کی فراہمی

ریاست اور پولیس کا تعلق:

ریاست کے قیام سے لے کر پولیس کا ادارہ اس کا لازمی جزو رہا ہے۔ پولیس کا بنیادی مقصد شہریوں کے جان، مال اور عزت کا تحفظ اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانا ہے۔ حیدرآباد کے پولیس تھانے بھی ان اصولوں پر قائم کیے گئے تھے۔

مقاصد کا تفصیلی جائزہ

1: **جرائم کی روک تھام:** پولیس کا سب سے اہم کام جرائم کو روکنا اور مجرموں کو قانون کے کٹہرے میں لانا ہے۔ اس کے لیے گشت، تفتیش اور فوری کارروائی بنیادی ہیں۔

2: **قانون نافذ کرنے کی ذمہ داری:** پولیس کا فرض ہے کہ وہ ہر شخص پر قانون کا یکساں اطلاق کرے اور کسی بھی سیاسی یا سماجی دباؤ سے آزاد رہے۔

3: **عوام سے تعلق:** پولیس کے مقاصد میں عوام کے اعتماد کو جیتنا اور ان کے ساتھ مل کر امن قائم کرنا شامل ہے، جس کے لیے جوابدہی اور شفافیت کا مظاہرہ ضروری ہے۔

موجودہ حالات: مقاصد اور حقیقت کے درمیان فرق

1: **وسائل کی کمی:** حیدرآباد کے بیشتر تھانے جدید وسائل، گاڑیوں، ہتھیاروں اور تفتیشی سامان سے محروم ہیں۔ بہت سے تھانوں کی عمارتیں پرانی اور غیر موزوں ہیں، جہاں اہلکاروں اور عوام دونوں کے لیے مشکلات پیش آتی ہیں۔

2: **سیاسی مداخلت اور کرپشن:** سیاسی دباؤ پولیس کی کارکردگی کو شدید متاثر کرتا ہے۔ طاقتور افراد کے اثر و رسوخ کی وجہ سے عوامی شکایات نظر انداز کر دی جاتی ہیں، اور مقدمات مزید پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔

3: **تربیت کا فقدان:** سائبر کرائم، منشیات کی اسمگلنگ اور منظم جرائم جیسے جدید مسائل سے نمٹنے کے لیے پولیس کو درکار تربیت فراہم نہیں کی جا رہی۔

تنقید برائے اصلاح: بہتری کے لیے تجاویز

1: **وسائل کی فراہمی میں اضافہ:** پولیس تھانوں کو جدید ٹیکنالوجی، گاڑیوں اور آلات سے آراستہ کیا جائے تاکہ پولیس مؤثر انداز میں مجرموں سے نمٹ سکے۔

2: **سیاسی مداخلت سے آزادی:** پولیس کی غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے سخت پالیسیوں کا نفاذ ضروری ہے، تاکہ کسی بھی قسم کی سیاسی یا ذاتی مداخلت کو روکا جا سکے۔

3: **تربیت اور صلاحیت بڑھانا:** پولیس اہلکاروں کو جدید جرائم سے نمٹنے کی تربیت دی جائے اور انسانی حقوق اور عوام سے بہتر تعلقات قائم رکھنے پر زور دیا جائے۔

4: **عوامی اعتماد کی بحالی:** شفافیت اور جوابدہی کے ذریعے پولیس عوام کا اعتماد جیت سکتی ہے۔ عوامی اجلاس، شکایات پر فوری عمل اور دوستانہ ماحول اس عمل کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

امن اور انصاف کے لیے مشترکہ کوششیں

حیدرآباد کے پولیس تھانے اگر اپنے اصل مقاصد پر عمل کرتے ہوئے موجودہ مسائل کو حل کریں، تو شہر امن اور تحفظ کا مرکز بن سکتا ہے۔ وسائل کی فراہمی، تربیت، اور سیاسی دباؤ سے پاک نظام پولیس کی غیر جانبداری کو مضبوط بنا سکتا ہے۔

یہی وقت ہے کہ پولیس اپنے فرائض کو بہتر طریقے سے انجام دے اور عوام ان اصلاحات میں بھرپور تعاون کریں۔ اگر ایسا ممکن ہوا تو نہ صرف حیدرآباد بلکہ پوری ریاست کے لیے یہ ایک مثالی نظام ثابت ہوگا۔

امید ہے کہ موجودہ ایس ایس پی فرخ رضا لنجار حیدرآباد میں پولیس کے نظام کو بہتر بنانے اور اہلکاروں کی تربیت کے لیے عملی اقدامات کریں گے۔

ڈھونڈوں گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
شہید بینظیر بھٹو کی لازوال قربانی کو سلام
شہید بینظیر بھٹو کی برسی کے موقع پر کامیاب جلسے کی دل کی گہرائیوں سے مبارکباد!
آپ کی جدوجہد اور عزم کے ساتھ جمہوریت کی راہ ہمیشہ روشن رہے گی
بینظیر بھٹو! بہادری اور اصولوں کی روشن مثال!
منجانب: ممتاز علی چانڈیو جنرل سیکریٹری / پی پی شہید بینظیر آباد ڈویژن

عظیم صادق سائنسدان

(A Great, True Scientist)

کائنات کی تخلیق اور انجام سے متعلق قرآن حکیم کی آیات یقیناً غیر معمولی شان کی حامل ہیں۔ انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل
صحرائے عرب میں ایک بکریاں چرانے والے اُمّی ... محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کائنات کی مکمل تخلیق، انجام اور جدید ترقی یافتہ
نظریات کا اُس وقت علم دیا جب نہ کوئی ... جدید آلات اور نہ ہی کوئی لیبارٹری تھی۔

فلسفی سائنسدان

(Philosopher Scientist)

تحریر: ماہم چوہدری

فلسفی ابھی تک اس گتھی کو سلجھانے میں
ان کے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ
مادہ ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم
نامیاتی اجزاء نامیاتی کیمیائی مادہ میں کیسے
محققین کو ایک متناقض صورت حال درپیش
بظاہر لاینحل سوال سر اُٹھانے لگتے ہیں۔
اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ یوں
لگنے والی ہو۔ جب سائنسدانوں کے
کی تحقیق کے نتائج ان کی سوچ کے عین
تحقیق کو رد کر دیتا ہے۔ غرضیکہ
اپنی تحقیق کے گھوڑے ہر طرف دوڑا
نہیں آیا جسے سائنسی حلقوں نے بالاتفاق
ایک سمت معین ہو چکی ہے جو وقت کے
اور ایسے ثبوت سامنے آ رہے ہیں جو بعض
ہوتے جا رہے ہیں۔ زندگی کی ابتداء
گا۔ سائنس سے ناواقف لوگ بھی قرآن
ہو سکتے ہیں جن حقائق سے ''ایلس ان ونڈ
سائنسدانوں کے مطابق چار ارب سال
ماحول کو (Anoxic) کہا جاتا ہے۔

سرگرداں ہیں کہ مرغی پہلے پیدا ہوئی تھی یا انڈہ؟
نامیاتی مادہ کیسے وجود میں آیا، زندگی اور نامیاتی
ہیں۔ سوال یہ ہے کہ زندگی کی تخلیق سے پہلے غیر
تبدیل ہوئے؟
ہے۔ ایک مسئلہ حل ہوتا ہے تو کئی اور زیادہ پیچیدہ اور
تحقیق کے آگے بڑھنے سے بہت سے سائنسدان
گماں ہونے لگتا ہے کہ جیسے خزانہ کی کنجی ہاتھ
ایک گروہ میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے کہ ان
مطابق ہیں۔ تو سائنسدانوں کا دوسرا گروہ
سائنسدانوں نے خزانہ کی کنجی کی تلاش میں
رکھے ہیں۔ تاحال کوئی ایسا مجوزہ حل سامنے
تسلیم کر لیا ہو۔ تاہم مجموعی طور پر تحقیق کی
ساتھ ساتھ زیادہ نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔
نظریات کی مزید تائید کرتے اور مقبول
سے متعلق قرآنی آیات کو ہی تسلیم کرنا پڑے
حکیم پر تفکر کر کے اُن حقائق سے واقف
لینڈ نامی'' بھی واقف نہ ہو سکے۔
پہلے فضا میں آکسیجن کا یکسر فقدان تھا ایسے
زندگی کی کوئی بھی مشکل ہوا سے اپنی بقاء کے

لئے عملِ تکسید پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اَمرِ واقع یہ ہے کہ غیر نامیاتی مادہ کو نامیاتی مادہ میں آکسیجن کے بغیر ایسے ہی ماحول کی ضرورت تھی۔ قرآنی عقیدہ کے مطابق ارادہ کے تحت اور سیکولر سائنس دانوں کے مطابق اتفاقاً کرۂ ہوائی شروع کے چار ارب سال آکسیجن سے خالی رہا۔ حتیٰ کہ کرۂ قائمہ میں اوزون کی حفاظتی تہہ تک موجود نہ تھی۔ اس سے یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ وہ کیمیائی مادے جنہیں انجام کار زندگی کو جنم دینا تھا۔ آکسیجن کے بغیر ہی ارتقاء کے عمل سے گزر رہے تھے۔

سورۂ الملک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''بڑی برکت والا ہے۔ وہ جس کے قبضے میں سارا ملک اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی۔ کہ تمہاری جانچ ہو۔ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ اور وہی عزت والا بخشش والا ہے۔ جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا۔ تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے تو نگاہ اُٹھا کر دیکھ، تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔''

ان مقدس آیات میں واضح ہے کہ زندگی کا ظہور اچانک نہیں بلکہ اس کا ارتقاء درجہ بدرجہ ہوا ہے۔ سورۂ الانشقاق کی مندرجہ ذیل آیت میں بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ بنی نوع انسان کا سفر مسلسل جاری ہے۔

ترجمہ: ''یقیناً تم ضرور درجہ بدرجہ ترقی کرو گے''۔

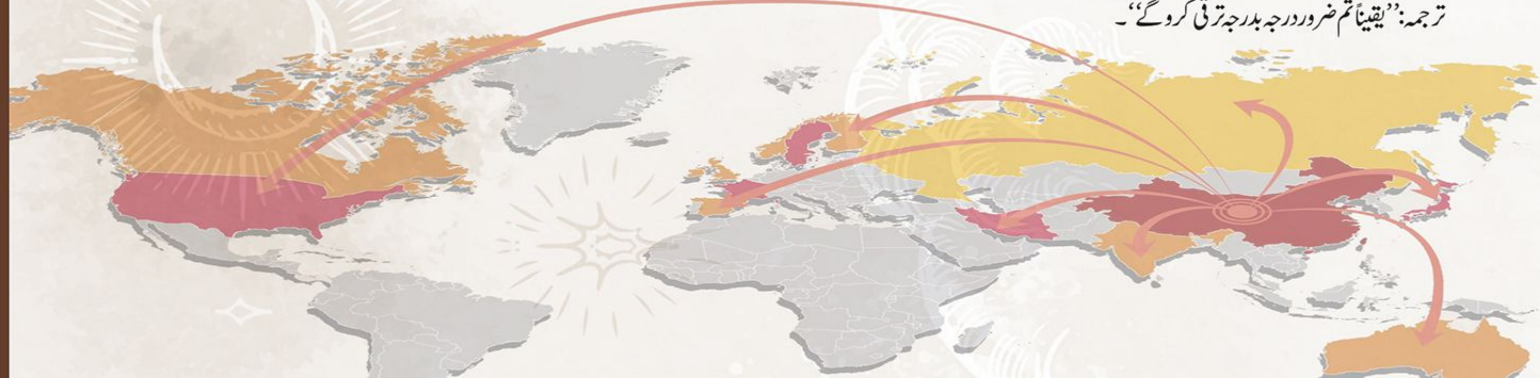

کوشش ہوتی ہے جیل سے جانے والا کچھ سیکھ کر جائے، شیبا شاہ

320 روپے فی قیدی کا ٹینڈر ہوتا ہے، جو کنٹریکٹر کو ملتا ہے، تعلیم یافتہ خواتین سے بھی اساتذہ کی خدمات لیتے ہیں

روزانہ مختلف آگاہی پروگرام منعقد ہوتے ہیں، میڈیکل میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل عملے کی موجودگی ہوتی ہے

قیدیوں کو چکن، گوشت، نہاری، مکس سبزیاں، انڈا، بریانی اور دو وقت کی چائے فراہم کی جاتی ہے، **کرائم بیورو سے گفتگو**

انٹرویو: سید زاہد علی شاہ
تصاویر: عبدالستار قریشی

تعارف

سندھ کے علاقے شکارپور سے تعلق رکھنے والی شیبا شاہ نے **1999** میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سب ڈویژنل پولیس آفیسر کے طور پر محکمہ پولیس میں شمولیت اختیار کی۔ پچھلے **23** سال میں انہوں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے سپرنٹنڈنٹ، پھر سینئر سپرنٹنڈنٹ، اور اب ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پرزن فار ویمن تک ترقی کی ہے۔ وہ ڈی آئی جی کے طور پر خواتین اور بچوں کی کئی جیلوں کی نگرانی کرتی ہیں ۔ وہ قیدیوں کی بہتری کے لیے مسلسل کام کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ بہترین سلوک کرتی ہیں اور اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے پرعزم ہیں۔ ماہنامہ کرائم بیورو کو انہوں نے خصوصی انٹرویو دیا جس میں ہر پہلو پر کھل کر گفتگو کی۔

شیبا شاہ نے ماہنامہ ''کرائم بیورو'' سے خصوصی گفتگو میں کہا کہ کراچی کی سینٹرل جیل کافی قدیم ہے، اس کی بنیاد سن **1800** کے آس پاس رکھی گئی تھی۔ اس وقت تقریباً سات ہزار تین سو قیدی موجود ہیں۔ ہمارے پاس تقریباً چار ہزار طلباء ہیں جن کی ہم تعلیم دے رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ یہاں سے جانے والا ہر فرد کچھ مثبت سیکھ کر جائے اور دوبارہ جرائم کی دنیا میں نہ لوٹے۔ یہاں ایمبرائڈری، موتی، موسیقی، فائن آرٹ اور دوسری کلاسز منعقد کی جاتی ہیں۔ یہ ایک بہترین عمل ہے، جس میں تقریباً قیدی **15** سے **20** ہزار روپے آرام سے کما کر اپنے گھر بھیجتے ہیں۔ ہمارا مکمل تعاون ان کے ساتھ رہتا ہے، اگر وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ہم انہیں اس کام کی اجازت دیتے ہیں۔ ٹائم دیا جاتا ہے جو کہ حکومت کی پالیسی کے تحت ہوتا ہے۔ سینٹرل جیل میں **7300** قیدی

ہیں، جن میں سے دو سے ڈھائی ہزار سزا یافتہ ہیں اور باقی انڈر ٹرائل ہیں۔ یہاں کلاسز کا دورانیہ دو گھنٹے ہوتا ہے۔ جو کمپیوٹر سیکھنا چاہتے ہیں، وہ سیکھ سکتے ہیں، تا کہ کسی اور شعبے میں جا سکیں۔ ہر وارڈ میں ایک مسجد موجود ہے جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہے، اور ایک مخصوص وارڈ بھی بنایا گیا ہے جہاں ذکر اذکار ہوتا ہے۔ ناظرہ کے ساتھ حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔ کھانے کے حوالے سے حکومت کے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا معاہدہ ہوتا ہے، **320** روپے فی قیدی کا ٹینڈر ہوتا ہے، جو کنٹریکٹر کو ملتا ہے۔ پہلے ہم چیک کرتے ہیں، پھر ڈاکٹر اسے جانچتا ہے، اور حکومت کے منتخب کردہ مینیو کے مطابق چکن، گوشت، نہاری، مکس سبزیاں، انڈا، بریانی اور دو وقت کی چائے قیدیوں کو فراہم کی جاتی ہے۔

2019 کے سندھ جیل ایکٹ کے تحت **75** فیصد قیدیوں کی ترقی ان کی بنیادی ضروریات اور بہتر ماحول فراہم کرنے پر منحصر ہے۔۔ خواتین، نوجوان، قتل، اغوا، تاوان اور نشہ آور اشیاء کے مقدمات میں سزائیں کاٹ رہی ہیں، اور **16** سے **18** سال کے بچے زیادہ تر اسٹریٹ کرائم اور موبائل چھیننے میں شامل ہیں۔ **350** سے **400** کے قریب سزایافتہ قیدی ہیں، باقی زیر سماعت ہیں۔ سزا کا تصور جج کی طرف سے ہوتا ہے۔ میرے پاس قتل کے مقدمات میں **32** خواتین ہیں جن کی سزائیں **14** سے **25** سال تک ہوسکتی ہیں جبکہ چوری کی سزا سات سال ہے۔ نشہ آور اشیاء کے مقدمات میں سزائیں **25** سال بھی ہوسکتی ہیں۔ ہمارے پاس ایک استاد ہے جس کی **14** سال کی سزا ہے اور اس کی نظر ثانی درخواست ہائی کورٹ میں زیر التوا ہے۔

ہم قیدیوں کی صحت کا خاص خیال رکھتے ہیں اور انہیں مختلف تربیتیں فراہم کی جاتی ہیں جیسے کمپیوٹر کی مہارت، فائن آرٹ کی کلاسیں اور خطاطی وغیرہ۔ ہم نمائش بھی منعقد کرتے ہیں

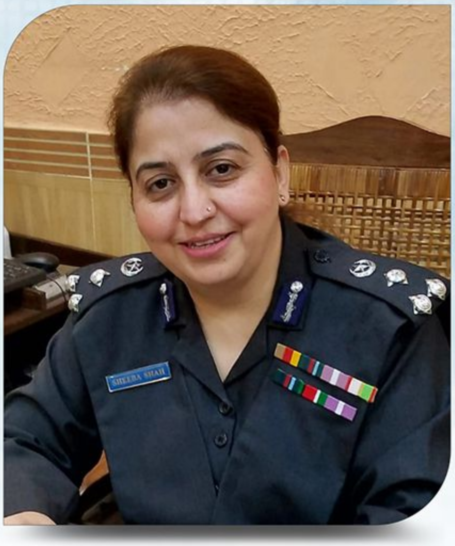

جہاں قیدیوں کی بنائی ہوئی اشیاء رکھی جاتی ہیں تا کہ ان کی قیمت لگائی جا سکے۔ ابھی چار مہینے پہلے ایک ایسا کیس آیا جس میں خواتین کی بنائی ہوئی اشیاء **85** ہزار روپے میں فروخت ہوئیں۔ یہ رقم خواتین اپنی فیملی کی مدد، وکیل کی فیس اور اپنی ضروریات پر خرچ کرتی ہیں۔ ہمارے پاس بچوں کی تعلیم کے لئے اچھا نصاب موجود ہے، جس میں مانیٹرنگ بھی شامل ہے۔ بچے یونیفارم پہن کر اسکول جاتے ہیں اور ہم اپنی تعلیم یافتہ خواتین سے بھی اساتذہ کی خدمات لیتے ہیں۔ ہمارے یہاں روزانہ مختلف آگاہی پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں اور میڈیکل میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل عملے کی موجودگی ہوتی ہے۔ **10** سال سے کورٹ کے دیے گئے حکم کے مطابق سول ہسپتال کے ڈاکٹرز ہمارے پاس آ کر معائنہ کرتے ہیں۔ انہیں ایم ایس کی طرف سے خاص کام دیا جاتا ہے۔ ہم یہاں مریضوں کی ضرورت کے مطابق فہرستیں تیار کرتے ہیں کہ کون سا ڈاکٹر آ رہا ہے اور کس مریض کو دکھانا ہے۔ اس کے علاوہ طبی کیمپس بھی لگائے جاتے ہیں، جس میں تھوڑی مدد مل جاتی ہے اور بچوں کو تفریح کے لیے کبھی ہم زو، کبھی مزار قائد اور کبھی میوزیم لے جاتے ہیں، تا کہ انہیں یہ محسوس نہ ہو کہ ہم قید کاٹ رہے ہیں۔ ہمارے کھانے پینے کے مینیو میں ہر چار دن بعد گوشت اور چکن فراہم کیا جاتا ہے۔

گذشتہ چھ یا سات سالوں کی نسبت گزشتہ پندرہ سالوں میں پولیس اور جیلوں میں کم بھرتیاں کی گئی ہیں۔ پبلک سروس کمیشن کی جانب سے لوئر گریڈ سے اپر گریڈ تک بھرتیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مرحلے پر خواتین کی شمولیت بہت فائدے مند ہے۔ اگر وہ اہل ہیں، تو وہ اپنی مہارتوں کو پیش کرنے کے قابل ہیں۔ ہمارے یہاں نوجوانوں کے انصاف کے ساتھ ساتھ خواتین بھی موجود ہیں۔ عمومی عقیدے کے برعکس، ایک قیدی جسے سلاخوں کے پیچھے رکھا جاتا ہے، عدالت میں قید نہیں کیا جاتا۔ میں نے محسوس کیا کہ بنیادی مہارتوں کی تربیت حاصل کرنے کے بعد مجھے اس شعبے میں کام کرنا چاہیے، اور میں نے نوجوانوں کے انصاف اور خواتین کے حقوق کی بہتری کے لیے کام شروع کیا۔ یہ ہماری حکومت کے وزراء، عہدیداروں اور محکموں کی جانب سے خواتین اور بچوں کے لیے ہدایات ہیں۔ اچھے کھانے پینے، طبی نگہداشت اور بحالی کا معیار اوپر سے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ اس پورے عمل میں ہمیں بڑی کامیابی ملی ہے۔ وزراء، آئی جی اور دیگر سرکاری افسران ہماری حمایت میں کھل کر سامنے آتے ہیں۔ سندھ جیل ایکٹ **2019** کے تحت ہمارے **75** فیصد وعدے قیدیوں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی اور ایک مثبت ماحول کو فروغ دینے پر مرکوز ہیں۔ ہمارا مینو کھانے اور مشروبات دونوں کے لحاظ سے بہترین ہے۔

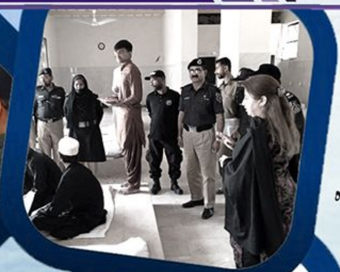

نیا سال
نیا عزم!

ایس ایس پی اور عوام کو
نیا سال مبارک!

2025 میں پولیس جرائم پیشہ
افراد کے خلاف مزید
طاقتور ہو چکی ہے۔
عوام کا تعاون ہماری طاقت ہے!

منجانب :
ایس ایچ او
پی ایس حسین آباد ڈسٹرکٹ حیدرآباد

نیا سال
نیا عزم!

ایس ایس پی اور عوام کیلئے
نیا سال خوشیوں سے بھرا ہو!

ہم سب مل کر ایک محفوظ ضلع کے لیے کام
کریں گے۔ جرائم پیشہ افراد کے لیے
پیغام: کوئی نہیں بچ سکتا!

منجانب :
ایس ایچ او
پی ایس جی او آر، ڈسٹرکٹ حیدرآباد

Another new year has arrived.
One more year to live. To
remove worry, doubt and fear,
To love and laugh and give.

HAPPY NEW YEAR!

نیا سال
نیا عزم!

ایس ایس پی اور عوام کو
نیا سال مبارک!

2025 میں پولیس جرائم پیشہ
افراد کے خلاف مزید
طاقتور ہو چکی ہے۔
عوام کا تعاون ہماری طاقت ہے!

منجانب :
ایس ایچ او
پی ایس قاسم آباد ، ڈسٹرکٹ حیدر آباد

نیا سال
نیا عزم!

ایس ایس پی اور عوام کو
نیا سال مبارک!

2025 میں پولیس جرائم پیشہ
افراد کے خلاف مزید
طاقتور ہو چکی ہے۔
عوام کا تعاون ہماری طاقت ہے!

منجانب :
ایس ایچ او
پی ایس گمبٹ ، ضلع خیر پور، میرس

سندھ کے پانی کا ایک قطرہ بھی کسی کو نہیں دیں گے مراد علی شاہ کا دو ٹوک اعلان

کالاباغ ڈیم کی طرح کینالوں کے بھی مخالف ہیں، دریائے سندھ سے نکلنے والے کینالوں کا معاملہ جب تک کسی فورم پر نہیں آئے گا، ختم نہیں ہوگا

(رپورٹ: شھمیر قریشی)

وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے کہا ہے کہ چیئرمین بلاول بھٹو زرداری اور صدر آصف علی زرداری نے واضح موقف دیا ہے کہ سندھ کے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے، کالاباغ ڈیم کی طرح کینالوں کے بھی مخالف ہیں، دریائے سندھ سے نکلنے والے کینالوں کا معاملہ جب تک کسی فورم پر نہیں آئے گا، ختم نہیں ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کلری بگھار فیڈر کے دورے کے بعد میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر صوبائی وزراء سعید غنی، جام خان شورو، سید ریاض حسین شاہ شیرازی، ایم این اے سید ایاز علی شاہ شیرازی، میئر کراچی مرتضیٰ وہاب، کمشنر حیدرآباد بلال احمد میمن، ڈی آئی جی طارق رزاق دھاریجو، ڈپٹی کمشنر منور عباس سومرو، ایس ایس پی ڈاکٹر محمد عمران خان و دیگر بھی موجود تھے۔ وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے کہا کہ سندھ میں ترقی کا سفر جاری ہے اور جاری رہے گا، نئے سال کے حوالے سے عوام سے درخواست کروں گا کہ ہر ایک آدمی اپنے اپنے حصے کا کام کرے، سندھ حکومت چیئرمین بلاول بھٹو زرداری اور صدر آصف علی زرداری کی قیادت میں دن رات کوشاں رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ کے بی فیڈر کی لائیننگ کے منصوبے سے کراچی کو یومیہ 7600 کیوسکس سے بڑھ کر 9800 کیوسکس پانی ملیگا، سندھ حکومت کراچی کی پانی کی ضروریات پوری کرنے کے لیئے مختلف منصوبوں پر کام کر رہی ہے، کلری بگھاڑ فیڈر اپر سسٹم اور کینجھر جھیل کی بہتری پر کام جاری ہے، کے بی فیڈر اپر فیز ون کی کناروں کی پختگی اور لائننگ کا کام ہو رہا ہے، لائنگ کی پختگی کا منصوبہ ایکنک نے 19 جولائی 2023 منظور کیا، کے بی فیڈر کیلیئے 559.942,39 ملین روپے منظور ہوئے، پچاس فیصد وزارت آبی وسائل اور پچاس فیصد حکومت سندھ خرچ کرے گی، کے بی فیڈر کی لائننگ سے 510 کیوسک پانی کے اخراج کو بچایا جاسکے گا۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ پانی کے فور پروجیکٹ فیز-I کی ضرورت کو پورا کرسکتا ہے، کے بی فیڈر کی لائننگ کی پختگی کا منصوبہ چار سال میں مکمل ہوگا، کلری بگھار فیڈر کی گنجائش میں اضافہ کیا گیا ہے، یہ وفاق اور سندھ کا مشترکہ منصوبہ ہے۔

اس سال وفاق نے کم پیسے دیے ہیں، اس سال منصوبے کا 40 فیصد حصہ مکمل کرلیں گے جبکہ کے بی فیڈر کا منصوبہ اگلے سال مکمل ہوجائے گا، صوبائی وزیر آبپاشی جام خان شورو منصوبے پر کام کی خود نگرانی کر رہے ہیں، کراچی کو پانی ملنے کی وجہ سے کسی علاقے کا پانی کم نہیں ہوگا، کے بی فیڈر کی لائننگ سمیت نکاسی آب کا سسٹم بھی بنایا گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کینجھر جھیل کی فلنگ لیول کو آر ایل 50.53 سے آر ایل 56.00 بڑھا کر ذخیرہ کو 38.0 سے 42.0 ملین ایکڑ فٹ تک بڑھایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ محکمہ آبپاشی کے بی فیڈر کے ذریعہ کراچی کیلیئے 260 ایم جی ڈی پانی فراہم کرنے کے قابل ہوگا، 734.22 کلومیٹر کے بی فیڈر کی لائننگ پختگی کے کام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا 6 کلومیٹر طویل آرڈی 0 سے 65 تک لائننگ پختگی کے کام پر 103 ملین روپے جاری ہونے ہیں جبکہ 62.7 کلومیٹر طویل آرڈی 65 سے 130 تک 1170 ملین روپے کی دس فیصد ادائیگی ہوچکی، 144.9 کلومیٹر طویل آرڈی 130 سے 189 تک 1182 ملین روپے کی دس فیصد ادائیگی کردی گئی ہے۔ اس موقع پر ایک سوال کے جواب میں وزیر اعلی سندھ نے کہا کہ پاراچنار میں انسانی المیہ ہو رہا ہے، اس پر ہمیں افسوس ہے، حکومت سندھ نے گورنر کے پی کی درخواست پر ہلال احمر کے ذریعے امداد بھیجی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم پرامن دھرنوں کے بالکل خلاف نہیں ہیں، ایم ڈبلیو ایم سے مذاکرات جاری ہیں، دھرنے ختم کرانے کی کوشش کر رہے ہیں، دھرنے والوں کو ایک جگہ پر دھرنا دینے کی پیشکش کی ہے، 8 جگہ سے دھرنے ختم کرائے گئے ہیں جبکہ 4 جگہ پر اب بھی جاری ہیں جوکہ بات چیت یا ایکشن سے ختم کرادیں گے، دھرنوں کے خلاف ایکشن بھی لیں گے، کچھ لوگ ناراض بھی ہوسکتے ہیں۔ سید مراد علی شاہ نے کہا کہ پاراچنار کے مسئلے کا حل بھی وہیں ہوگا، ہمارے پاس نہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں مراد علی شاہ نے کہا کہ پی آر ٹی بسوں کو پورے سندھ تک توسیع دیں گے، پہلے ایس آر ٹی سی ہوتی تھی، اب بھی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ملیر ایکسپریس وے کا اگلا مرحلہ بھی 2025 میں مکمل کرلیں گے، کراچی سے باہر جانے والوں کا سفر ایک گھنٹہ کم ہوجائے گا۔ قبل ازیں وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے کے بی فیڈر کی لائیننگ پروجیکٹ کا دورہ کرکے کراچی کیلیئے پانی کے منصوبے کے بی فیڈر پروجیکٹ پر اہم پیشرفت کا معائنہ کیا۔ اس موقع پر سیکریٹری آبپاشی ظریف کھیڑو نے پروجیکٹ کے حوالے سے وزیر اعلی سندھ کو تفصیلی بریفنگ بھی دی۔

وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کا KB فیڈر کی لائیننگ پروجیکٹ کا جائزہ لینے کے لیئے ٹھٹھ کے قریب جھرک سائیڈ کا دورہ، دورے میں وزیر بلدیات سعید غنی، وزیر آبپاشی جام خان شورو، اور میئر کراچی مرتضیٰ وہاب وزیر اعلی سندھ کے ساتھ تھے، وزیر اعلیٰ سندھ کے پہنچنے پر سیکریٹری آبپاشی ظریف کھیڑو، کمشنر حیدرآباد بلال میمن، اور محکمہ آبپاشی اور ضلعی کے سینیئر افسران سمیت صوبائی وزیر ریاض شاہ شیرازی، اور ایم این اے ایاز شاہ شیرازی نے بھی استقبال کیا، اس موقعے ہر وزیر اعلیٰ سندھ نے کے بی فیڈر کے جاری کام کا جائزہ لیا، اور صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کے بی فیڈر کی لائینگ کے منصوبے سے کراچی کو یومیہ 7600 کیوسکس سے بڑھ کر 9800 کیوسکس پانی ملے گا۔

کراچی کے بے ہنگم ٹریفک کو کنٹرول کرنے والا کوئی نہیں

کراچی میں ٹریفک حادثات کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ

شہر میں ٹریفک حادثات نے 710 سے زائد خاندان اجاڑ دیئے

رواں سال جنوری سے 5 دسمبر تک 710 سے جاں بحق اور 7500 افراد زخمی ہوئے، ریسکیو حکام
ٹریفک حادثات میں جاں بحق ہونے والوں میں خواتین اور بچوں کی بڑی تعداد شامل ہے، ریسکیو حکام
ٹریفک حادثات میں جاں بحق ہونے والے افراد کو سرکاری اسپتالوں میں لے جایا گیا، ریسکیو حکام
جناح ,سول اور عباسی اسپتال میں جاں بحق اور زخمی افراد کے حاصل ہونے والے اعداوشمار
ٹریفک حادثات میں جاں بحق وزخمی افراد کو عباسی شہید جناح اور سول اسپتال منتقل کیا گیا
سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ٹریفک حادثات میں جنوری سے نومبر تک 150 افراد جاں بحق ہوئے
ٹریفک حادثات میں خواتین اور کم عمر بچوں کی بڑی تعداد شامل ہے
ٹریفک حکام حادثات پر قابو پانے کی حکمت عملی بنانے کے بجائے ریونیو بڑھانے میں مصروف ہیں
دن کے اوقات میں بھی ہیوی ٹریفک سڑکوں پر رواں دواں رہتی ہے۔

جنوری میں ٹریفک حادثات میں 94 افراد جاں بحق اور 734 افراد زخمی ہوئے
فروری میں 55 افراد جاں بحق اور 709 افراد زخمی ہوئے
مارچ میں 39 افراد جان کی بازی ہارے اور 525 افراد زخمی ہوئے
اپریل میں 64 افراد جاں بحق اور 470 افراد زخمی ہوئے
مئی میں 51 گاڑیوں سے کچل کر مارے گئے اور 464 افراد زخمی ہوئے
جون میں 75 افراد ٹریفک حادثات میں مارے گئے اور 645 افراد زخمی ہوئے
جولائی میں 40 افراد جانبحق اور 630 افراد زخمی ہوئے
اگست میں 45 افراد زندگی کی بازی ہارے اور 516 افراد زخمی ہوئے
ستمبر میں 71 افراد جاں بحق اور 781 افراد گاڑیوں کی ٹکر سے زخمی ہوئے
اکتوبر میں 66 افراد جاں بحق اور 980 افراد زخمی ہوئے
نومبر میں 90 افراد کی زندگیوں کا خاتمہ ہوا اور 987 افراد گاڑیوں سے کچل کر زخمی ہوئے
دسمبر کے 5 روز کے دوران 22 افراد مارے گئے اور 218 افراد زخمی ہوئے

2025

NEW YEAR

LET'S CELEBRATE

نیا سال، نیا عزم!

صوبائی وزیر، آئی جی جیل اور ڈی آئی جی حیدرآباد کو
نیا سال خوشیوں سے بھرا ہو!

نارا جیل حیدرآباد میں قیدیوں کو معاشرتی بحالی
کے نئے مواقع فراہم کیے جائیں گے

نیا سال ان کے لیے ایک نیا سفر ہوگا جہاں وہ
اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے

منجانب : سپرنٹنڈنٹ نارا جیل ،حیدرآباد

نیا سال، نیا عزم!

صوبائی وزیر، آئی جی جیل اور ڈی آئی جی حیدرآباد کو نیا سال
خوشی اور کامیابی کے ساتھ مبارک ہو!
سینٹر جیل حیدرآباد میں قیدیوں کو نیا موقع
فراہم کیا جائے گا

جہاں تعلیمی اور پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع فراہم
کیے جائیں گے

یہ نیا سال ان کے لیے ایک نیا آغاز ثابت ہوگا!

منجانب :

سپرنٹنڈنٹ سینٹر جیل، حیدر آباد

پٹیل پارک سے نشتر پارک تک

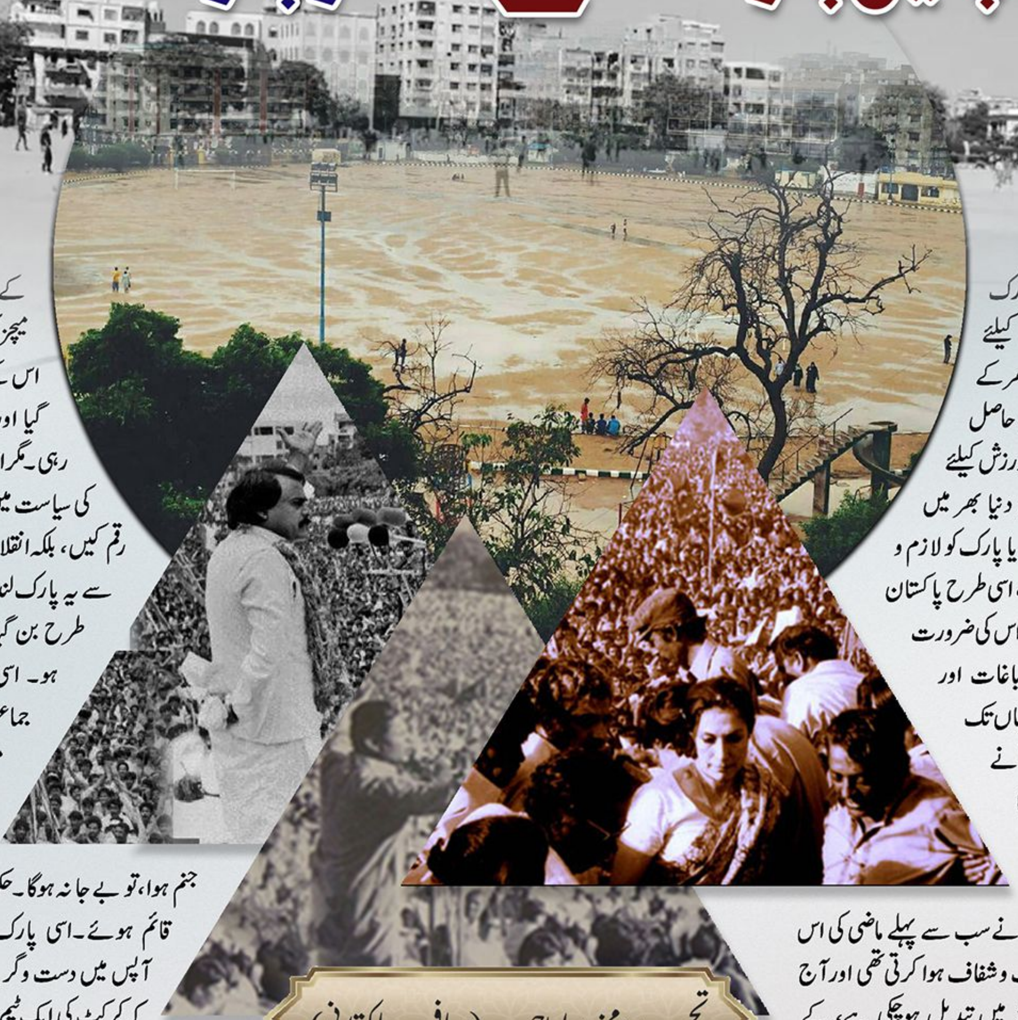

تحریر: مختار احمد (مسافر پاکستانی)

باغات، پارک اور سبزہ زار عموماً تفریح کیلئے ہوتے ہیں، جہاں دن بھر کے تھکے ہارے ذہنی سکون حاصل کرنے یا پھر واک اور ورزش کیلئے آتے ہیں۔ جس طرح دنیا بھر میں تفریحات کیلئے باغات یا پارک کو لازم و ملزوم خیال کیا جاتا ہے، اسی طرح پاکستان بالخصوص کراچی میں بھی اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے باغات اور پارکس تعمیر کیے گئے۔ جہاں تک کراچی میں باغات لگانے اور پارکس قائم کرنے کا تعلق ہے تو اس کی ابتدا تالپور دور میں ہی ہوگئی تھی۔ تالپوروں نے سب سے پہلے ماضی کی اس لیاری ندی، جو کہ صاف وشفاف ہوا کرتی تھی اور آج گندے پانی کے جوہڑ میں تبدیل ہوچکی ہے، کے کنارے انواع واقسام کے پھلوں، پھولوں کے پیڑ، پودے اور درخت لگائے، جو کہ دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث تباہی کا شکار ہوگئے۔ جس پر انگریزوں نے سندھ پر قبضہ کرنے کے بعد اس جانب سب سے پہلے توجہ دیتے ہوئے گارڈن کے علاقے میں وکٹوریہ گارڈن کے نام سے ایک باغ لگایا، جسے آج کراچی چڑیا گھر کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اسی دور میں برنس گارڈن، فریئر گارڈن اور جہانگیر پارک وجود میں آئے۔ پہلے یہاں صرف انگریز فوجیوں کے خاندانوں کی رسائی رہی اور پھر مقامی لوگوں کو بھی تفریحی سہولیات کی اجازت فراہم کردی گئی۔ نشتر پارک کا قیام بھی مورخین کے مطابق اسی دور میں عمل میں آیا۔ یہ کراچی کا ایک ایسا پارک ہے جہاں ماضی میں انگریز فوجیوں کو پریڈ کرائی جاتی تھی۔ یہ پارک سولجر بازار کے وسط میں پارسی کالونی میں واقع تھا۔ اس کے چاروں طرف پارسی برادری کے تعلیم یافتہ اور نفیس لوگ رہا کرتے تھے، جنہوں نے انگریزوں سے کرکٹ کا کھیل سیکھنے کے بعد خود کرکٹ کھیلنا شروع کردی تھی، لہٰذا یہاں بڑے پیمانے پر نہ صرف کرکٹ کھیلی جاتی تھی بلکہ اس پارک کے اندر ماضی میں فرسٹ کلاس میچز بھی کھیلے جاتے رہے۔ لیکن اس کے بعد گویا یہ پارک اجڑ سا گیا اور یہاں نام کو ہریالی نہیں رہی۔ مگر اس اجڑے پارک نے ملک کی سیاست میں نہ صرف کئی سیاسی تواریخ رقم کیں، بلکہ انقلاب برپا کیے۔ اس کے بعد سے یہ پارک لندن کے اس ہائیڈ پارک کی طرح بن گیا، جہاں بولنے کی آزادی ہو۔ اسی لیے یہاں مختلف سیاسی جماعتوں کے بڑے بڑے جلسے منعقد ہوتے رہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ اس پارک میں کئی سیاسی پارٹیوں کا جنم ہوا، تو بے جا نہ ہوگا۔ حکومتیں گرانے کیلئے کئی اتحاد قائم ہوئے۔ اسی پارک میں کرکٹ کے کھلاڑی آپس میں دست وگریباں ہوئے اور یہاں تک کہ کرکٹ کی ایک ٹیم نے دوسری ٹیم کے کھلاڑی کو ہلاک کردیا۔ اسی جگہ سیاسی کارکنوں پر لاٹھی چارج ہوا، بلکہ گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں۔ اسی جگہ میلاد مصطفیٰ کانفرنس میں خودکش دھماکا بھی ہوا، جس کے نتیجے میں 60 سے زائد افراد شہید اور سیکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے۔

یہی وہ پارک ہے جہاں ہر سال یوم عاشور کے موقع پر مجلس عزا برپا ہوتی ہے۔ عاشور کا مرکزی جلوس بھی یہیں سے برآمد ہوتا ہے۔ اسی طرح ربیع الاول کے موقع پر شہر بھر کے تمام جلوس اس پارک کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں ہر سال پابندی کے ساتھ میلاد مصطفیٰ کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ نشتر پارک کراچی جو کہ انگریزوں کے دور میں قائم ہوا، وہاں چند پرانی پتھروں کی رہائش گاہیں اور اس کے کونے میں انگریز فوجیوں کے بیٹھنے کیلئے بنائی گئی جگہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اور اب یہ صرف ایک میدان کا منظر پیش کرتا ہے۔ اس کے اطراف میں ماضی میں پارسیوں کے بنگلوں کی جگہ فلیٹوں نے لے لی ہے، جبکہ سندھ کے قوم پرست لیڈر جی ایم سید کی رہائش گاہ حیدر منزل اب تک

نشتر پارک ایک ایسا پارک ہے جہاں ماضی میں انگریز فوجیوں کو پریڈ کرائی جاتی تھی۔ یہ پارک سولجر بازار کے وسط میں پارسی کالونی میں واقع تھا۔ اس کے چاروں طرف پارسی برادری کے تعلیم یافتہ اور نفیس لوگ رہا کرتے تھے، جنہوں نے انگریزوں سے کرکٹ کا کھیل سیکھنے کے بعد خود کرکٹ کھیلنا شروع کردی تھی

موجود ہے۔اس کے علاوہ 1935 اور اس سے قبل تعمیر کی گئی پتھر کی چند عمارتیں اب بھی موجود ہیں۔ان سب عوامل کے باوجود اکثریت کو آج کے نشتر پارک کی تاریخ کا علم نہیں ہے۔

یہ پارک ماضی میں کانگریس کے ایک لیڈر ولبھ بھائی پٹیل (جن کے نام سے پٹیل پاڑہ بھی منسوب ہے) کے نام پر بنایا گیا تھا۔اس وقت یہ پارک کراچی کی سب سے پوش آبادی پارسی کالونی میں موجود تھا،لہٰذا ابتدا میں جمشید کوارٹرز کے درمیان اس پارک کے اندر قرب وجوار کے لوگ تفریح کیلئے آتے تھے۔اس وقت تک یہ پارک سرسبز و شاداب تھا۔ جہاں دوسری قومیتوں اور مذاہب کے نمائندے باقاعدہ طور پر تقریبات منعقد کرتے تھے۔قیام پاکستان سے قبل تک اسے پٹیل پارک کے نام سے ہی جانا جاتا تھا مگر جب پاکستان دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا تو پاکستان مسلم لیگ (نیشنل گارڈ) کے مطالبے پر اس پارک کا نام تحریک پاکستان کے سرگرم رہنما اور سابق گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔

اس پارک میں ملک کی سیاست کے حوالے سے بڑے بڑے جرات مندانہ فیصلے کیے گئے، جو کہ ایک تاریخ کی حیثیت رکھتے ہیں۔نشتر پارک شاید ملک کا وہ واحد پارک ہے جس نے ملک کی سیاست میں نہ صرف ہلچل پیدا کی، بلکہ اسی پارک سے کئی حکومتوں کے گرانے اور بنانے کے فیصلے بھی ہوئے۔اسی پارک میں ملک کی بڑی بڑی سیاسی پارٹیاں نہ صرف وجود میں آئیں بلکہ ان کا خاتمہ بالخیر بھی ہوا۔

سب سے پہلے 1964 میں جب ایوب خان نے صدارتی انتخابات کا اعلان کیا تو مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح نے اسی پارک سے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا۔ جبکہ ماضی میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، شیخ مجیب الرحمٰن، مولانا مودودی، مولانا بھاشانی، مولانا مفتی محمود، نواب زادہ نصر اللہ خان، بیگم نصرت بھٹو، محترمہ بینظیر بھٹو، میر مرتضیٰ بھٹو، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا شاہ تراب الحق سمیت بڑے بڑے رہنماؤں نے یہاں بڑے بڑے جلسے کیے اور اس پارک کے اندر ملک کی سیاست کے حوالے سے اہم فیصلے بھی کیے۔جن میں بنگالی رہنما شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی کا فیصلہ بھی شامل ہے۔

اس کے علاوہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف بننے والا قومی اتحاد جسے 7 پارٹیوں کے اتحاد کے سبب 7 ستارے کہا جاتا تھا، نے بھی اسی مقام سے تحریک کا آغاز کیا۔ مجھے بھی بحیثیت سیاسی طالب علم نشتر پارک میں ہونے والے کئی واقعات کے مشاہدے کا موقع ملا۔جس میں سب سے پہلے میں نے 8 اگست 1986 کو آل پاکستان مہاجر اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے مہاجر قومی موومنٹ کے نام پر تبدیل ہونے کے حوالے سے ایم کیو ایم کا جلسہ دیکھا۔اس سے ایک روز قبل شہر میں موسلا دھار بارشیں شروع ہوگئی تھیں، جو کہ 8 اگست کو بھی مسلسل برستی رہی۔ایم کیو ایم کے کارکنان بالٹیوں اور دیگچیوں سے جمع ہونے والے پانی کو پارک سے باہر نکال کر پھینک رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ شاید بارش کے باعث یہ جلسہ منسوخ کر دیا جائے گا۔مگر ایسا نہیں ہوا اور مہاجر قومی موومنٹ کی پوری کابینہ جلسے سے پہلے ہی جلسہ گاہ پہنچ گئی۔نشتر پارک کے میدان میں عوام کے سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ایسے میں متحدہ کے بانی، جو بارش کے پانی سے شرابور تھے، نے مہاجر قوم کے حق میں نعرے لگوائے۔ اس روز نشتر پارک تو کیا، اس کے اطراف کی تمام سڑکیں، یہاں تک کہ نمائش تک عوام کا جم غفیر تھا، جو کہ بارش کے باوجود گھر جانے پر تیار نہیں تھا۔اس روز متحدہ کے بانی نے پہلی بار مہاجر قوم کے اتحاد کو ثابت کرنے کیلئے ون،ٹو،تھری کا نعرہ لگایا اور ان کے اس نعرے پر مجمعے میں ایسی خاموشی چھا گئی، جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔اس کے بعد اسی پارک میں متحدہ قومی موومنٹ کے بھی جلسے منعقد ہوئے اور تمام قوموں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا گیا۔

جب 22 اگست 2016 کو متحدہ کے بانی نے پاکستان کے خلاف زہر افشانی کی تو متحدہ (پاکستان) کی بنیاد رکھنے والے ڈاکٹر فاروق ستار و دیگر رہنماؤں نے ان سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مہاجر قوت اسی پارک میں بنی تھی اور اسی پارک کے اندر اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔اسی پارک میں پیپلز پارٹی کا ہونے والا وہ جلسہ بھی مجھے یاد ہے جس میں پیپلز پارٹی (شہید بھٹو) کے کارکنان اسٹیج پر قابض ہو گئے تھے اور پارٹی کے تمام قائدین بے نظیر بھٹو کو بذریعہ فون اس بات کا مشورہ دے رہے تھے کہ وہ جلسہ گاہ نہیں آئیں، کیونکہ یہاں قبضہ ہو چکا ہے۔ مگر ان کی جرائت مندی کو سلام کہ وہ اور بیگم نصرت بھٹو اس بات کی پروا کیے بغیر نہ صرف جلسہ گاہ پہنچیں بلکہ جب انہوں نے اسٹیج پر جانے کیلئے ان سیڑھیوں پر قدم رکھا جس پر شہید بھٹو کے کارکنان قابض ہو چکے تھے، جیسے جیسے وہ سیڑھیاں عبور کرتی رہیں کارکنان چھٹتے رہے اور یہاں تک کہ وہ ڈائس پر پہنچ گئیں اور تمام چیزوں کی پروا کیے بغیر دھواں دھار خطاب شروع کر دیا۔

ایک عرصے تک پیپلز پارٹی کے کارکن محترمہ کی اس جرا※ت مندی اور بہادری کی مثال پیش کرتے رہے۔اسی پارک میں مجھے تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان، جماعت اسلامی اور قومی اتحاد کے اکابرین سمیت متعدد سیاسی پارٹیوں کے جلسوں کے مشاہدے کا بھی موقع ملا، جو ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔مگر اب کراچی کے اس ہائیڈ پارک کو شاید کسی کی نظر لگ گئی ہے۔جس کی وجہ سے اب یہاں سیاسی جلسے تو نہیں ہوتے بلکہ یہ میدان نما پارک مجالس محرم اور میلاد مصطفیٰ کیلئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ صرف محرم یا ربیع الاول کے مہینے میں یہاں کچھ سرگرمیاں ہوتی نظر آتی ہیں، ورنہ اطراف میں رہنے والے بچے کرکٹ اور فٹ بال کھیل رہے ہوتے ہیں۔

عوام کی سہولت کیلئے بنائی گئی سردار عبدالرب نشتر لائبریری، جہاں کتابوں کا فقدان ہے، لوگوں کی انتہائی کم تعداد مطالعے کیلئے آتی ہے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ تحریک پاکستان کی جدوجہد سے لے کر اب تک کی مکمل سیاسی تاریخ رکھنے والے اس پارک کو محکمہ آثار قدیمہ نے ہیریٹیج میں شامل نہیں کیا ہے۔جس کے باعث یہ دن بہ دن تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ فوری طور پر کراچی کے اس ہائیڈ پارک کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مکمل تاریخ کو لائبریری کی زینت بنایا جائے۔

زندہ ہے بی بی زندہ ہے
27 دسمبر یوم شہادت
محترمہ بینظیر بھٹو شہید
شہیدوں کی داستان بھٹو خاندان
شہید رانی کی عظمت کو سلام
عرفان بٹ
(فخرالہدی عرف)
سینئر رہنما پاکستان پیپلز پارٹی کورنگی

سندھ کی جیلوں میں اصلاحات:

قانون کی بالادستی اور انسانی حقوق کے لئے امید

رپورٹ: عبدالغفور سروہی

سندھ کی جیلوں میں بدانتظامی، کرپشن، اور قانون کی کمزور عملداری کئی دہائیوں سے ایک سنگین مسئلہ رہی ہے۔ تاہم، صوبائی وزیر جیل خانہ جات علی حسن زرداری کے حالیہ اقدامات سے بہتری کے امکانات نظر آ رہے ہیں۔ ان کے اچانک دورے اور انتظامی معاملات پر توجہ، قیدیوں اور جیل عملے کے مسائل پر غور کو مثبت انداز میں دیکھا جا رہا ہے۔

جیلوں کا بنیادی مقصد اور قانونی حیثیت: جیلوں کا قیام مجرموں کو قانونی دائرے میں رکھنا، ان کی اصلاح کرنا، اور انہیں سماج کا کارآمد شہری بنانا تھا۔ لیکن ماضی میں جیلوں میں کرپشن، پولیس تشدد، اور قیدیوں کے بنیادی حقوق کی پامالی جیسے مسائل عام تھے، جنھوں نے قانون کے بنیادی اصولوں کو نقصان پہنچایا۔

علی حسن زرداری کے مثبت اقدامات: صوبائی وزیر نے اپنے عہدے کا چارج سنبھالنے کے بعد سندھ کی مختلف جیلوں، خصوصاً حیدرآباد سینٹرل جیل، کے دورے کیے اور اہم اقدامات کیے۔

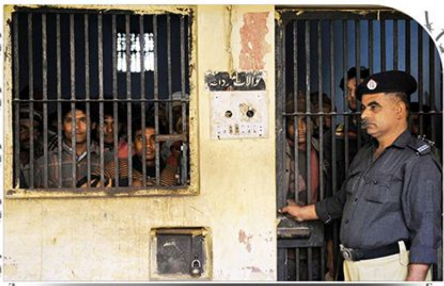

قیدیوں کی شکایات: قیدیوں سے پولیس تشدد، رشوت، خوراک کے معیار، اور طبی سہولیات کی کمی کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں۔

عملے کے مسائل پر توجہ: ڈیوٹی پر موجود جیل عملے اور اسٹاف سے ملاقات کر کے ان کے کام اور مسائل پر بات چیت کی۔

ادارے میں تبدیلیاں: جیلوں میں کرپشن کے خاتمے، قانون کی عملداری کی بحالی، اور قیدیوں کے لیے بہتر ماحول کی فراہمی پر زور دیا۔

قانون کی بحالی اور اصلاحات کی ضرورت: جیلوں میں قانونی پالیسیوں پر سختی سے عمل درآمد، قیدیوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ، اور جیلوں کو تربیت اور اصلاح کے مراکز بنانے کے لیے خاص اقدامات کی ضرورت ہے۔ علی حسن زرداری کی ہدایات کے تحت جیلوں کے داخلی نظام پر نظر ثانی کی جا رہی ہے تاکہ انسانی حقوق کی بہتری اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔

مستقبل کے امکانات: اگر صوبائی وزیر کے موجودہ اقدامات مستقل بنیادوں پر جاری رہیں اور ان پر مکمل عمل درآمد یقینی بنایا جائے تو سندھ کی جیلوں کا نظام نہ صرف بہتر ہو سکتا ہے بلکہ یہ قانون کی بالادستی اور انصاف کی فراہمی کی ایک مثال بھی بن سکتا ہے۔

علی حسن زرداری کی کوششیں سندھ کی جیلوں میں ایک نئی امید پیدا کر رہی ہیں۔ ان اقدامات کی کامیابی کے لیے حکومت، عدلیہ، اور سماجی تنظیموں کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ سندھ کی جیلوں کو انسانی حقوق کے تحفظ اور قانون کی عملداری کے لیے ایک مثالی نظام بنانا ہی اصل کامیابی ہوگی۔

زندہ ہے بی بی زندہ ہے
27 دسمبر یوم شہادت
محترمہ بینظیر بھٹو شہید
شہیدوں کی داستان بھٹو خاندان
شہید رانی کی عظمت کو سلام
رانا عابد سنار
سینئر رہنما پاکستان پیپلز پارٹی ملیر

ایس ایس پی ٹھٹھہ کے احکامات پر ٹھٹھہ پولیس کی دبنگ کاروائی

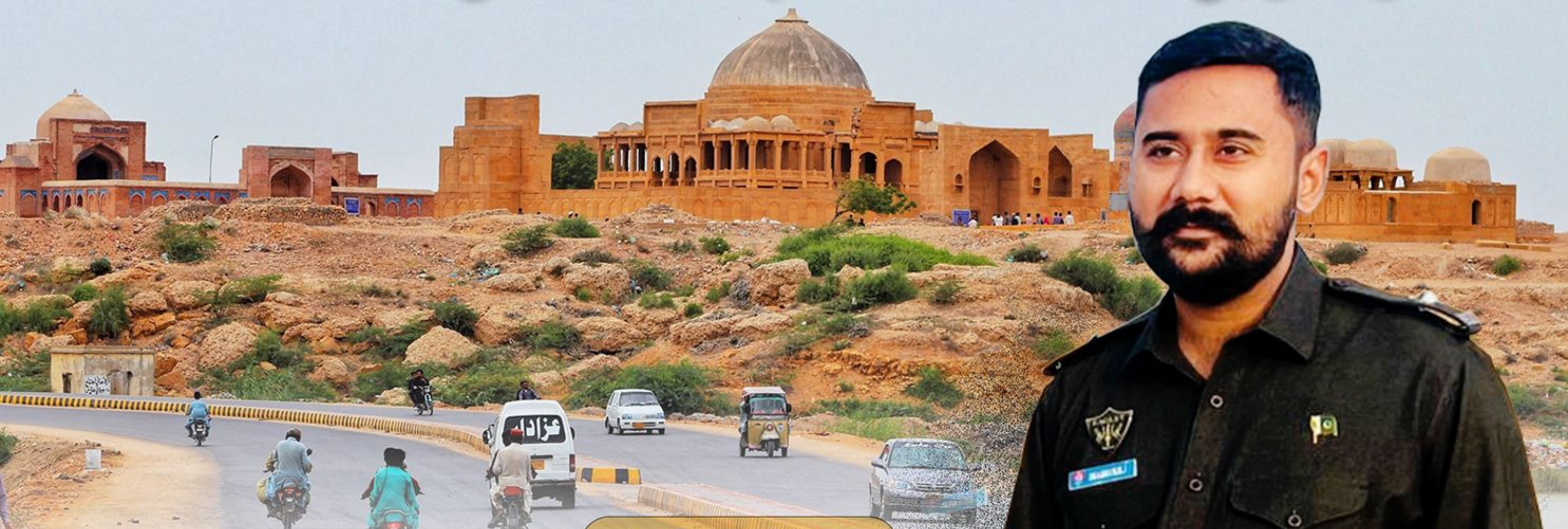

رپورٹ: شہمیر قریشی

پولیس مقابلے کے دوران ایک کریمنل زخمی حالت میں گرفتار

جرائم میں استعمال کی گئی پسٹل اور موٹر سائیکل برآمد

گزشتہ رات مدعی کیم چند سونار سے چھینی گئی رقم برآمد

تفصیلات کے مطابق 2024-12-24 کو غلام اللہ اسٹاپ روڈ ہر کیم چند سونار سے کھلے عام ہونے والی ڈکیتی کے بعد 2024-12-25 کو ایس ایچ او ٹھٹھہ عطر چنہ اور 15 انچارج ٹھٹھہ شارخ کھنباٹی کو ڈکیتوں کے بارے میں خفیہ اطلاع ملنے ہر فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے ٹھٹھہ تھانے اور 15 کی نفری کے ہمراہ تھانہ ٹھٹھہ کی حدود فقیر گوٹھ لنک روڈ پولیس اور ملزمان میں فائرنگ کے تبادلے میں ایک ملزم کو زخمی حالت میں گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتار ملزم کی شناخت شبیر ولد جمن سروان رہائشی مکلی سے ہوئی۔

ابتداعی تفتیش کے مطابق زخمی حالت میں گرفتار ملزم نے گزشتہ رات گھوڑا باڑی اسٹاپ ٹھٹھہ سے مدعی کیم چند سونار سے کیش رقم چھیننے کی واردات میں ملوث ہونے کا انکشاف بھی کیا ہے اس کے علاوہ ضلع ٹھٹھہ کے مختلف علاقوں میں چوری، ڈکیتی، رابری، موٹر سائیکل چھیننے جیسے جرائم کی متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کا بھی انکشاف کیا ہے۔

گرفتار ملزم کے قبضے سے جرائم میں استعمال کی گئی پسٹل، موٹر سائیکل اور کیمچند سونار سے چھینی گئی کیش رقم بھی برآمد کرلی گئی ہے۔

پولیس کے مطابق ملزم کا مکمل کریمینل ریکارڈ چیک کیا جارہا ہے اور کیس کی مزید تفتیش جاری ہے۔ اس سلسلے میں ایس ایس پی ٹھٹھہ نے ایس ایچ او ٹھٹھہ اور 15 انچارج شارخ کھنباٹی کی بروقت کاروائی کو سراہتے ہوئے کہا کہ ٹھٹھہ پولیس کی جانب سے جرائم پیشہ افراد اور منشیات فروشوں کے خلاف کریک ڈاؤن جاری رہے گا اور جرائم پیشہ افراد اور منشیات فروشوں کے مکمل خاطمے تک ایسی کارروائیاں جاری رہیں گی۔

2024 پاکستانی صحافیوں پر بھاری گزرا

پاکستان میں کوئی جنگ نہیں ہو رہی مگر پھر بھی صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم نے پاکستان کو غزہ کے بعد دنیا میں صحافیوں کے لیے دوسرا خطرناک ترین ملک قرار دیا ہے۔ بین الاقوامی صحافتی تنظیم آر ایس ایف نے پاکستان کو غزہ کے بعد دنیا میں صحافیوں کے لیے خطرناک ترین خطہ قرار دیا ہے۔ سال کے آخر میں عالمی ادارے صحافتی رینکنگ اور سالانہ رپورٹیں جاری کرتے ہیں، جس کا مقصد صحافیوں کو درپیش خطرات سے دنیا بھر کو آگاہی دینا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم رپورٹرز ود آؤٹ بورڈر (آر ایس ایف) نے بھی اپنی رپورٹ جاری کی ہے اور سی پی جے بھی مسلسل صحافیوں کو درپیش خطرات سے آگاہ کر رہا ہے۔ آر ایس ایف کی حالیہ رپورٹ میں پاکستان کو غزہ کے بعد صحافیوں کے لیے خطرناک ترین خطہ قرار دیا گیا ہے۔ سوال اٹھتا ہے کہ غزہ میں تو جنگ کی صورت حال ہے لیکن کیا پاکستان میں بھی جنگ ہو رہی ہے؟

پاکستان میں رجیم چینج کے بعد سے سیاسی بدامنی ہے اور صحافیوں کو ظلم ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، جس میں قتل، اغوا، ہراسانی، مقدمات، دھمکیاں، ایف آئی اے میں طلبی، آف ایئر کرنا، جبری برطرفیاں اور ٹرولنگ شامل ہے۔ اوپر سے کوئی شنوائی بھی نہیں ہے۔ حکومت اور نہ ہی عدالتیں صحافیوں کو انصاف دینے میں دلچسپی رکھتی ہیں۔ میرے مرحوم شوہر ارشد شریف کا کیس سپریم کورٹ میں التوا کا شکار ہے، اس لیے میں نے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کرنے کا فیصلہ کیا اور سوچا کہ ساتھ میں ان صحافیوں کو بھی شامل کر لیا جائے، جنہیں 2024 میں بہیمانہ طریقے سے قتل کیا گیا۔ بہت سے صحافیوں کے اہل خانہ وسائل نہ ہونے یا خوف کی وجہ سے چپ سادھ لیتے ہیں، کچھ دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں اور ان کی رسائی اسلام آباد تک نہیں ہو پاتی، اس لیے میں نے سوچا کہ ان کے نام بھی اپنی پٹیشن میں شامل کر لوں تا کہ ان مقتول صحافیوں کے انصاف کے لیے بھی کچھ ہو سکے۔ ایڈووکیٹ اظہر صدیق کے توسط سے میں نے یہ درخواست اکتوبر میں اسلام آباد ہائی کورٹ میں فائل کر دی۔ معلومات اکٹھا کرتے وقت میں ششدر رہ گئی کیونکہ پاکستان میں کوئی جنگ نہیں ہو رہی لیکن 11 صحافیوں کو صرف اس ایک سال 2024 میں قتل کر دیا گیا۔

رجیم چینج کے بعد سے صحافیوں پر مقدمات میں تیزی آئی۔ جن صحافیوں پر مقدمات درج ہوئے ان میں صابر شاکر، سمیع ابراہیم، عمران ریاض، ارشد شریف، جمیل فاروقی، خاور گھمن، معید پیرزادہ اور دیگر شامل تھے۔ ان پر لگنے والی دفعات میں پاکستان پینل کوڈ پی پی سی کی دفعات 34، 131، 499، 153، 452 اور 505 تھیں، یعنی مسلح افواج کے خلاف بغاوت پر اکسانا، عوامی اشتعال کو ہوا دینا، طلبہ کو اکسانا، بغاوت وغیرہ کے سنگین الزامات شامل تھے۔ صحافیوں پر ہونے والی ایف آئی آرز کا دائرہ کار پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے بہت سے صحافی ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ان میں ارشد شریف، وجاہت سعید، معید پیرزادہ، احمد نورانی اور شاہد اسلم قابل ذکر ہیں۔ ارشد شریف کو کینیا میں قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد عمران ریاض کے اغوا اور تین ماہ سے زائد محبوس رہنے کے بعد واپسی نے میڈیا کے حلقوں میں بہت خوف پھیلایا، تاہم صحافتی تنظیموں نے خاموشی اختیار کیے رکھی اور یہ آواز نہیں اٹھائی کہ عمران ریاض کو کیوں اغوا کیا گیا اور ان کو کیوں محبوس رکھا گیا۔ عالمی رینکنگ میں تنزلی کے بعد آزادی صحافت کے انڈیکس میں پاکستان اب 152 ویں نمبر پر ہے۔

ملک کا دارالحکومت ہی صحافیوں کے لیے سب سے زیادہ غیر محفوظ ہے۔ صحافی اسد طور، احمد نورانی، مطیع اللہ جان، طحہ صدیقی دیگر پر یہاں حملے ہوئے۔ صحافیوں پر آن لائن حملے اور کیسز ان کے علاوہ ہیں۔ ٹرولز مرد صحافیوں کو لفافہ اور خواتین صحافیوں کو بدکردار کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے صحافیوں نے اپنا سوشل میڈیا کا استعمال کم کر دیا ہے اور اپنے کمنٹس سیکشن بند کر دیے ہیں۔ دھمکیاں، ہراسانی، مقدمات، گرفتاریاں سینسر شپ نوکریوں سے برطرفی اور تنخواہوں میں تاخیر اس کے علاوہ ہیں۔ عالمی رینکنگ میں تنزلی کے بعد آزادی صحافت کے انڈیکس میں پاکستان اب 152 ویں نمبر پر ہے۔ 2024 میں مارچ میں رحیم یار خان میں صحافی جام صغیر احمد کو قتل کیا گیا۔ اپریل میں پاک پتن سے تعلق رکھنے والی صحافی نوشین رانا کی مسخ شدہ لاش ملی۔ یوم صحافت تین مئی کو صحافی محمد صدیق مینگل کو بم دھماکے میں نشانہ بنایا گیا۔ وہ خصدار پریس کلب کے صدر تھے۔ مئی ہی کے مہینے میں صحافی اشفاق سیال کو مظفر گڑھ میں قتل کر دیا گیا۔ مئی کے مہینے میں ہی شمالی وزیرستان میں صحافی کامران داوڑ کو نشانہ بنایا گیا اور صحافی نصر اللہ گڈانی کو گھوٹکی میں نشانہ بنایا گیا۔ بعدازاں نصر اللہ گڈانی کراچی میں دوران علاج دم توڑ گئے۔ جون کے مہینے میں صحافی ظفر اقبال کو لودھراں اور صحافی خلیل جبران کو لنڈی کوتل میں قتل کیا گیا۔ جولائی میں نوشہرہ میں صحافی حسن زیب کو قتل کر دیا گیا۔ اگست میں گھوٹکی کے مقام پر صحافی بچل گھنیو کو اور ستمبر میں نثار لہڑی کو مستونگ میں نشانہ بنایا گیا۔ 12 دسمبر کو رحیم یار خان میں صحافی ظفر اقبال نانج کو قتل کر دیا گیا۔

صحافیوں کے تحفظ کی تنظیم سی پی جے کے مطابق پاکستان میں قتل ہونے والے تین صحافیوں کو براہ راست ان کے کام کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ باقی کے قتل کی تحقیقات ابھی جاری ہیں۔ اس کے علاوہ مقدمات کا سامنا کرنے والوں، ایف آئی اے طلبی، جیل جانے والے صحافیوں کی فہرست بھی طویل ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں صحافی شیر افگن بزدار اور صحافی غلام مصطفیٰ کو ایک ماہ جیل کاٹنا پڑی۔ صحافی احسان اللہ نسیم کو پی ٹی ایم کے جرگے کی کوریج کی پاداش میں گرفتار کر لیا گیا۔ صحافی زاہدہ راؤ نے اسلام آباد میں کوریج کے دوران پولیس کی طرف سے بدسلوکی سہی۔ یوٹیوبرز خاص طور پر اشرافیہ کے نشانے پر ہیں۔ اس کے علاوہ جلسوں دھرنوں مظاہروں میں بھی صحافی تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اب ایک نئی تلوار صحافیوں پر لٹک رہی ہے۔ نومبر میں پی ٹی آئی کی فائنل کال کی کوریج کرنے والے صحافیوں کو چن چن کر نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے صحافی مطیع اللہ کو گرفتار کیا گیا، پھر لاہور سے صحافی شاکر اعوان لاپتہ ہو گئے۔ اس کے بعد صحافی ہرمیت سنگھ پر مقدمات قائم کر دیے گئے۔ اس وقت پاکستان میں آزادی صحافت سخت دباؤ کا شکار ہے۔ بہت سی آوازیں خاموش ہیں، بہت سے صحافی خود ساختہ جلاوطنی گزار رہے ہیں اور کچھ آف ایئر ہیں تو کچھ نے روپوشی میں عافیت سمجھی ہے۔

غیر جمہوری قوتیں جمہوریت پر غالب آ چکی ہیں اور کتنے ہی صحافی مین سٹریم میڈیا کو سینسر شپ کی وجہ سے خیر باد کہہ گئے اور وہ اب یوٹیوب، ایکس اور فیس بک پر کام کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے حکومت اب سوشل میڈیا پر بھی مختلف قسم کی پابندیاں لگا رہی ہے۔ صحافیوں کی شنوائی نہیں، حالات ان کے لیے سازگار نہیں لیکن مشکلات کے باوجود وہ خبروں کا سلسلہ رکنے نہیں دے رہے۔ یونیسکو کے مطابق دنیا بھر میں صحافیوں کے قتل کے 85 فیصد مقدمات حل طلب ہیں اور ان میں قاتلوں کو سزا نہیں ہوئی۔ پاکستان کی طرف دیکھیں تو حکومت ایک سال سے صحافی ارشد شریف کے قتل کے حوالے سے کینیا کے ساتھ ہونے والے ایم ایل اے کو لٹکائے جا رہی ہے اور ہر بار عدالت سے وقت لینے میں بھی کامیاب ہو جاتی ہے۔ جو صحافی قتل ہو گئے ان کے لیے انصاف دور کی بات ہے، جو زندہ ہیں ان کی زندگی بھی اجیرن بنائی جا رہی ہے۔ حکومت صحافیوں کی مشکلات سے پردہ پوشی کر رہی ہے اور عدالتیں، صحافتی یونینز بھی خاموش ہیں۔ ایسے حالات کب تک رہیں گے، یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔

آن لائن جابز کے بارے میں تحفظات

رپورٹ: سعدیہ حق (لاہور)

یوٹیوب، فیس بک، انسٹا گرام، ٹِک ٹاک اور ایسے تمام سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بے تحاشہ اشتہارات سے بھرے پڑے ہیں۔ جس میں لوگوں کو آنلائن ورک کی آڑ میں پیسہ کمانے کے پُرکشش طریقے بتا کر اپنی طرف راغب کیا جاتا ہے۔

یہ اشتہارات لگانے والی آئی ڈیز اپنی پوسٹس میں ایسے سکرین شاٹس کی تصاویر کا استعمال کرتی ہیں، جن میں پیمنٹ ٹرانسفر کی یقین دہانی ہوتی ہے۔ یہ سکرین شاٹس زیادہ تر ایزی پیسہ، جیز کیش اور بینک ٹرانسفر ایپس کے ہوتے ہیں جس سے کام کی تلاش میں مجبور بہت سے بے روزگار افراد، گھر بیٹھی خواتین اور نوجوان متاثر ہو کر اِن جابز کے لیے اپلائی کرتے ہیں۔ یہ آن لائن جابز Affiliation مارکیٹنگ، کیپچا کوڈنگ، اسائنمنٹ ورک اور ایڈز دیکھنے جیسے کاموں پر مبنی ہوتی ہیں۔ بظاہر دیکھنے میں یہ جابز حقیقی ارننگ جیسی جابز لگتی ہیں لیکن اِن میں سے 90 فیصد جابز ایک فراڈ ہوتی ہیں اگر کہیں کوئی حقیقی آنلائن ارننگ جاب دستیاب بھی ہوں تو لوگ ان جابز کا نام استعمال کر کے آن لائن لوگوں کو لوٹنے میں مصروف ہیں ان جابز کے لیے اپلائی کرنے پر آپ کو اکاؤنٹ سائن اَپ کرنے کا آپشن دیا جاتا ہے اور پھر آپ سے جوائننگ فیس لی جاتی ہے۔

اس تمام مراحل کو مزید پُرکشش بنانے کے لیے تین چار طرح کے تیار شدہ پلان آپ کو دکھائے جاتے ہیں جن میں سے آپ اپنی پسند کا پلان چُن سکتے ہیں اور اُن پلانز میں آن لائن کام کرنے کے کل گھنٹے، پلان فیس اور ارننگ اُسی حساب سے ہوتی ہے جاب آفر کرنے والا نمائندہ آپ کو ہر لمحہ یہ یقین دلا رہا ہوتا ہے کہ یہ ایک حقیقی ورک ہے اور وہ خود اِس ورک سے بہت سالوں سے بہت اچھا کما رہا ہے، ساتھ ساتھ وہ آپ کو دوسرے لوگوں کی سکرین شاٹس شیئر کرتا رہتا ہے کہ یہ دیکھیں فلاں نے آج اتنا کمایا ہے۔ اور فلاں کو اتنا بونس بھی ملا ہے سائن اَپ کی فیس بھرنے کے بعد اور اکاؤنٹ سائن اَپ کرنے کے بعد آپ کو ایک ٹاسک دیا جاتا ہے جیسا کہ افیلیشن مارکیٹنگ میں آپ نے پارٹنر بنانے ہیں اور اُن سے فیس وصول کروانی ہے اور آپکو اِس کام پر کمیشن ملتا ہے اسائنمنٹ ورک میں آپ کو کوئی اسائنمنٹ تیار کرنے کو دی جائے گی یا ایڈز واچنگ جاب میں آپ کو کسی ویب سائٹ پر کچھ اشتہارات واچ کرنے ہوں گے اور پھر اس کے بعد آپ کی پیمنٹ آپکے آنلائن بنے ہوئے اکاؤنٹ میں شو ہونے لگ جاتی ہے۔ لیکن وہ پیمنٹ آپ تک ابھی ٹرانسفر نہیں ہوتی اور اکثر یہ پیمنٹ ڈالرز کی شکل میں ہوتی ہے آپ تک پیمنٹ ٹرانسفر ہونے کا تمام کنٹرول بظاہر اُسی بندے کے پاس ہے جس نے آپ کو آن لائن جاب جوائن کروائی ہے۔

کام مکمل کرنے کے بعد جب اُجرت وصول کرنے کی باری آئے گی اور آپ اپنی پیمنٹ کے بارے میں اُن سے سوال کریں گے تو وہ آپ کو ایک اور کہانی سنائیں گے وہ کہانی یہ ہوگی کہ پیمنٹ آپ کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنے کے اوپر بھی کچھ چارجز لگیں گے اور یہ صرف ایک دفعہ ادا کرنے ہیں جب آپ اِن سے یہ سوال کریں گے کہ یہ والے چارجز آپ نے پہلے تو نہ بتائے تھے تو وہ پھر سے آپ کو کوئی نئی کہانی سنائیں گے یا آپ کو یہ بتائیں گے کہ یہ ہماری کمپنی کی پالیسی ہے کیونکہ ہم ڈالرز کو پاکستانی روپوں میں کنورٹ کر کے پھر ٹرانسفر کرتے ہیں کیونکہ اکاؤنٹ بن چُکا ہوتا ہے اور ٹاسک بھی کر چکے ہوتے ہیں اور پیمنٹ بھی سامنے نظر آ رہی ہوتی ہے تو مجبور ہو کر بہت سے افراد اِن کو اِن کی یقین دہانیوں پر مزید پیمنٹ سینڈ کر دیتے ہیں مزید پیمنٹ سینڈ کرنے کے بعد بھی آپ کی کمائی ہوئی رقم آپ تک نہیں پہنچے گی اور آپ کو پھر کچھ وقفے سے ایک اور کہانی سنائی جائے گی کہ آپ کا اکاؤنٹ ہم سے ویریفائی نہیں ہو رہا ویریفیکیشن کے لیے آپ کو کچھ رقم مزید دینی ہوگی۔ اور اس طرح کی اور بے تحاشہ نا ختم ہونے والی کہانیاں۔

آن لائن سہولت سے کمانے کے چکر میں کچھ دیر میں یہ احساس ہو جائے گا کہ ہمارے پاس جو تھوڑا سا تھا ہم وہ بھی لُٹا بیٹھے ہیں، بلکہ اُلٹا کوئی اور ہی ہم سے کمائی کر گیا ہے۔ افسوس! سب سے زیادہ مجبور اور بے بس طبقے کو ہی سب سے زیادہ لُوٹا جا رہا ہے۔ سوچا جائے تو ایسے لوگ جو خود مجبور ہیں وہ اِن فراڈیوں اور دھوکہ بازوں کا کیا بگاڑ لیں گے؟ یہ تو ایک مکمل مافیا ہے۔ ایسے لوگ کسی خاص چین کے تحت چل رہے ہیں اور اِس میں سے بہت سارے لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو پیچھے سے اثر و رسوخ والے لوگوں کی حمایت حاصل ہوگی، تبھی تو یہ فراڈیے لوگ آسانی سے پکڑے نہیں جاتے۔ انٹرنیٹ ایسی بے تحاشہ دُکھی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ ہم لوگ گھر بیٹھے آنلائن جابز کے جھانسہ میں آ کر دھوکہ کھا رہے ہیں۔ آنلائن فراڈ کی اِس سنگین داستان میں ایک اور پہلو اُجاگر کرنا بھی انتہائی لازم ہے۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ یوٹیوب، ٹک ٹاک اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے مشہور بڑے بڑے انفلوئنسرز بھی اِس میں کردار ادا کرتے ہوئے پائے گیے ہیں۔

ہزاروں، لاکھوں، ملین بلین لائکس حاصل کر کے شہرت پا جانے والے انفلوئنسرز اپنی ویڈیوز میں اس طرح کے آن لائن بزنس کو پروموٹ کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ انفلوئنسرز نے یہاں تک اپنی وڈیوز میں بیان کیا ہوا ہے کہ ہم اِس آنلائن بزنس کے ذریعے سے کما کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ پھر اِن انفلوئنسرز کے مداح اس آن لائن ورک کو آتھینٹک سمجھ کر وہاں پر بے دریغ سائن اَپ ہوتے ہیں اور دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اِس طرح کرنے سے ممکن ہے کہ انفلوئنسرز کو بھی کوئی ذاتی طور پر فائدہ حاصل ہو رہا ہو لیکن ظاہر ہے کہ آن لائن فراڈ بزنس کرنے والوں کو بے انتہا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور دھوکے سے راتوں رات کافی کما لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے منفی عناصر نے اس چیز کو دوسرے غلط طریقے سے استعمال کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ جیسا کہ آن لائن فراڈ کرنے والوں نے بہت اہم سلیبریٹیز اور مشہور سوشل میڈیا انفلوئنسرز کی ویڈیوز آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے ذریعے لانچ کیں، تا کہ لوگوں کو اپنے جال میں بھنسا سکیں۔ آن لائن جابز کی مد میں لوٹ مار نا صرف عام ہو چکی ہے، بلکہ ایک وائرس کی طرح انٹرنیٹ پر پھیل چکی ہے، جس کے باعث لوگوں کو حقیقی ریموٹ اور آنلائن جابز تلاش کرنے، اپلائی کرنے میں بہت دقت کا سامنا ہے۔

قابل غور بات یہ کہ ہماری حکومت اس کے لیے کیا روک تھام کر رہی ہے؟ سائبر کرائم برانچ اور آنلائن سائبر کمپلینٹ سیل اِن معاملات میں کیسا اور کتنا کردار ادا کرتے ہیں یا کر رہے ہیں؟ کیا گورنمنٹ کا کوئی ایسا اِدارہ نہیں ہے جو چُن چُن کر ایسے تمام لوگوں کو سوشل میڈیا پر بند کرے، اِن کے آئیڈنٹٹی پُروف حاصل کر کے اِن کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے؟ کیوں لوگ اپنی عاقبت سے بے خبر، غریب بے بس مجبور لوگوں کا پیسہ کھا رہے ہیں؟ (ایسے فراڈیے ایک گِدھ کی مانند ہیں جو بے بس افراد کو نوچ کر کھا رہے ہیں) آخر اِن فرعونوں کا موسیٰ کہاں ہے؟ وہ مسیحا کب منظرِ عام پر آئے گا؟ جو ایسے فرسودہ نظام کو نیست و نابود کر دے گا۔

"نیا سال، نئی امیدیں اور نیا جوش!

ہم سب کا مقصد حسین آباد ٹاؤن کو صاف، محفوظ اور ترقی یافتہ علاقہ بنانا ہے، جہاں ہر شہری کو بہترین سہولتیں ملیں۔ نیا سال نئے منصوبوں اور عوامی خدمت کے لیے نئی توانائی لے کر آیا ہے

آئیں، ہم سب مل کر حسین آباد کو روشن اور خوشحال بنائیں

منجانب: عمیر مولا بخش چانڈیو چیئرمین، ٹاؤن حسین آباد (میونسپل کارپوریشن حیدرآباد)

دنیا کے 10 امیر ترین خاندان
لیکن ان کے پاس اتنا پیسہ آیا کہاں سے؟

والٹن خاندان

والٹن خاندان تقریباً وال مارٹ چین کے 46 فیصد سٹورز کا مالک ہے اور یہی سپر مارکیٹ انکے پاس موجود دولت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ وال مارٹ کے بانی سیم والٹن نے دانشمندی سے اپنی دولت تمام بچوں میں تقسیم کر دی تھی تا کہ کاروبار پر خاندان کی گرفت ہمیشہ مضبوط رہے۔

آل نہیان خاندان

متحدہ عرب امارات کے حکمراں آل نہیان خاندان کی تمام دولت کا سبب دراصل تیل کا کاروبار ہے۔ ابوظہبی کے حاکم شیخ محمد بن زاید آل نہیان متحدہ عرب امارات کے صدر بھی ہیں۔

ال ثانی خاندان

قطر کے حکمران ال ثانی خاندان کے مفادات تیل اور گیس کے کاروبار سے جُڑے ہیں۔ اس خاندان کے تقریباً تمام ہی افراد حکومت میں بڑی سیاسی ذمہ داریوں پر فائز ہیں اور متعدد شعبہ جات میں انڈسٹریاں چلا رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا خاندان ہے اور ملک کی حکمرانی اس کی چند شاخوں کے پاس ہے۔

ایگیمز خاندان

ایگیمز کا شمار دنیا کی سب سے بڑی فیشن کمپنیوں میں ہوتا ہے اور اس وقت اس کے مالک خاندان کی چھٹی پشت کے تقریباً 100 افراد اس کاروبار کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اس کمپنی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر ایکسل ڈومس ہیں۔

کوک خاندان

ایک آئل کمپنی چار بھائیوں فریڈرک، چارلس، ڈیوڈ اور ولیم کوک کو اپنے والد فریڈ کوک سے ورثے میں ملی تھی لیکن پھر اختلافات کے سبب صرف چارلس اور ڈیوڈ ہی اس کاروبار سے منسلک رہ پائے۔ اب اس خاندان کے متعدد کاروبار ہیں جن میں تیل، انرجی، کیمیکل، معدنیات، فنانس، تجارت اور سرمایہ کاری کے شعبوں سے منسلک کمپنیاں شامل ہیں۔

آل سعود خاندان

سعودی عرب کے شاہی خاندان کی دولت کی بنیاد دراصل تیل کا کاروبار ہے۔ بلوم برگ نے اس خاندان کی دولت کا اندازہ گذشتہ 50 برسوں میں اس کے اراکین کو شاہی خزانے سے کی جانے والی ادائیگیوں سے لگایا ہے۔ شاہی خاندان کے ایک ارب سے زیادہ کے اثاثے صرف ولی عہد محمد بن سلمان کے کنٹرول میں ہیں۔

مارس خاندان

مارس کے مشہور ہونے کی سب سے بڑی وجہ چاکلیٹ کی وہ مصنوعات ہیں جن سے ہم اکثر لطف اندوز ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان مصنوعات میں ایم اینڈ ایم، ملکی وے اور سنکر چاکلیٹ شامل ہیں۔ تاہم کمپنی کے پاس آنے والے آدھے سے زیادہ منافع کا سبب اس کی پالتو جانوروں کے لیے بنائی جانے والی مصنوعات ہیں۔

امبانی خاندان

مکیش امبانی دنیا کی سب سے بڑی تیل کی ریفائنری کے انچارج ہیں۔ وہ ایک 27 منزلہ محل نما عمارت میں رہتے ہیں جسے دنیا کی سب سے مہنگی رہائشی عمارت بھی تصور کیا جاتا ہے۔ انھیں اور ان کے بھائی کو یہ کاروبار اپنے والد سے ورثے میں ملا تھا۔

ورتھیمر خاندان

الین اور جرارڈ ورتھیمر کی دولت کا راز کوکو شانیل فیشن کمپنی ہے جس کی بنیاد ان کے دادا نے 1920 کی دہائی میں پیرس میں رکھی تھی۔ یہ خاندان نہ صرف فیشن ہاؤس کا مالک ہے بلکہ ان کے پاس دنیا کے مہنگے ترین ریس کے گھوڑے اور انگور کے باغات بھی ہیں۔

تھامسن خاندان

تھامسن خاندان کے پاس تھامسن رویٹرز کمپنی کے 70 فیصد حصص ہیں۔ کینیڈا کے امیر ترین خاندان پر دولت کے دروازے 1930 کی دہائی میں اس وقت کھلے جب روئے تھامسن نے انٹاریو میں پہلا ریڈیو سٹیشن کھولا تھا۔

اسکیم 33 کی کوریڈر پر 1400 ایکڑ پر جعلی سازی سے قبضہ کرنیوالے گبول خاندان تمام انٹریاں منسوخ

الاٹمنٹ ولیز ختم اور زمین واگزار کرائیں، سندھ ہائی کورٹ کا حکم

رپورٹ:اسلم شاہ

سندھ ہائیکورٹ کے جسٹس کریم خان آغااور جسٹس عدنان الکریم میمن پرآیئنی بینچ مشتمل نے اسکیم 33 کی مرکزی کوریڈر مین سپرہائی (سیکٹر C-C/19-18) کی 1400 ایکڑ کی جلسازی کے ذریعہ ہونے والی تمام انٹریاں منسوخ، الاٹمنٹ اور لیز کمشنرکراچی سید حسن نقوی کوختم کرکے کا تاریخی فیصلے کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنرشرقی، ایڈیشنل کمشنرگلزار ہجری، مختیارکاراسکیم 33 کے حکمنامہ پر عملدآمد کریں عدالت نے کمشنرکراچی کوتین ماہ کے دوران تمام جعلی انٹریاں کومنسوخ کرکے زمین واگزار کرائیں گبول خاندان نے جعلی انٹریاں کرکے اربوں مالیت زمین کا ریکارڈ آف رائٹس میں اندارج کرکےفروخت کردیا گیاتھا۔

عدالت میں ڈپٹی کمشنر شرقی کے خط نمبر 2021/NO.DC/K/E/Rev.Br/309 بتاریخ 16 فروری 2021ء فیصلے پرعمل درآمد نہ ہونے اوراس جعلی الاٹ، ڈبل الاٹمنٹ منسوخ کرنے کے ساتھ تمام غیرقانونی تعمیرات منہدم کرنے کی استدعا کی گئی ہے، اورتین سال سے کمشنرکراچی نے فیصلہ نہ ہوسکااس نمبر 682/2024 میں بلڈرمحمد سیمی نے سینئرممبر بورڈآف ریونیو، ڈائریکٹر سروے سیٹلمنٹ، سروے سپرٹنڈنٹ کراچی، کمشنر کراچی، ایڈیشنل کمشنرکراچی، ڈپٹی کمشنرشرقی، مختیارکاراسکیم 33، ڈائریکٹر جنرل KDA، ڈائریکٹر لینڈ KDA، ڈائریکٹر ایکوزیشن KDA، ڈائریکٹر کمپنی سیل KDA، ڈائریکٹر اسٹنٹ اینڈ انفوشمنٹ، سیکریٹری ہاوسنگ اینڈ ٹاون پلاننگ اورڈائریکٹر جنرل سدھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کوفریق بناتے ہوئے سندھ ہائی کورٹ میں چیلنج کیا ہے، کراچی کے اندروں ملک جانے والے مرکزی شاہراہ سپرہائی وے کی قیمتی اراضی دھوکہ فراڈ، جلسازی کے زریعہ الاٹ کاریکارڈ بنادیا گیاہے دنیا بھرکی طرح ہمارے اہم شاہراہ بدعنوان افسران اورریونیو کے عملے نے بندنماداغ لگادیا ہے۔

ایک طرف افغان بستی، کچی آبادی اوردوسری جانب اسکیم 33 کی 1400 ایکڑاراضی سیکٹر C-18 اور C-19 کی پہلی لائن کمرشل پلازہ اوردوسری روپر بنگلوز کے لئےمختص اراضی کوجعلی الاٹمنٹ سے غیرقانونی تعمیرات کی بھرمار ہوگیااورلینڈ مافیا کی ریونیوافسران کی گٹھ جوڑکرکے ریکارڈ آف رائٹس میں بڑے پیمانے پر الاٹ شدہ زمینوں پرقبضہ پرموجودہ سپریم کورٹ جسٹس مشیرعالم نے 2005 میں اسکیم کے تمام پلاٹس کا ریکارڈزعدالتی تحویل میں لے لیا تھا، اورریونیو کے بدعنوان افسران نے گبولوں کے جعلی کلیم پر 38 ریکارڈ فائلیں 2008 سے 2020 تک تبدیل کرکے اربوں اروپے مالیت کی زمین الاٹکردی گئی تھی اورعدالتی حکم پرسابق ڈپٹی کمشنرشرقی محمد علی شاہ نے تحقیقات کرکے اسکیم 33 گلزارہجری مین سپرہائی وے پرچائنا کٹنگ کی تصدیق ہونے پراربوں مالیت اندراج ریکارڈ آف رائٹس میں منسوخ کرنے کی سفارش کردیا گیاہے، پارکس کے پلاٹس پربلندوبالا عمارت کی تعمیرات گرانے کی ہدایت کیا ہے۔

ڈپٹی کمشنر شرقی کے حکم نامہ نمبر 2021/NO.DC/K/E/Rev.Br/309 بتاریخ 16 فروری 2021 میں کمشنرکراچی کورپورٹ ارسال کردیا گیا تھا جس پرتین سال میں فیصلے نہ کرنے پر بلڈرسیمی نے عدالت سے درخواست دائرکیا ہے عدلت میں جمع ہونے والی ریکارڈز کے مطابق اسٹنٹ کمشنراورمختیارکار اسکیم 33 نے اپنی رپورٹ میں ریونیوڈیپارٹمنٹ اورافسران کے سنگین نوعیت کا انکشاف کرتے ہوئے حقائق پیش کیا ہے، ریکارڈ فائلیں مین 2 سے 10 اندراج جعلی وبھوگس ہے 18 جنوری 2011ءمنسوخ کیا جائے جوگبول فیملی کے مجموعی طورپر 145.36 ایکڑاراضی دیہہ سونگل ٹیپو شامل نہیں تھے، اورلاہوتی ولد عبدالرحمان ودیگر شامل تھے 17.87 ایکڑ اراضی، عبدالرحمان، عبدالعزیز، مسمابختی، مسمات ہجانی، مسمات صوبی اورمسمات روزی تمام وراث ہے عیس گبول مرحوم، اورغیرقانونی اراضی منتقل کیا کوئٹہ کلات کاپرآیٹو ہاوسنگ سوسائٹی کونواب خان ولدصادق خان دران 1970ء میں کیا تھازمین کی کل مالیت اربوں روپے تھازمین کی ریکارڈ فائل، فارم سیون عبدالرحمان اور دیگر نے نمبر 2 سے 10 انٹری بتارک 18 جنوری 2011ء کیا تھا، جبکہ ڈپٹی کمشنر ملیرنے غیرقانونی منظوری دی 01-2006 سے 02-2020 تک کے اندارج کیا جائے اورسیکٹر C-18 اور C-19 مین سپرہائی وے اسکیم 33 کراچی کی زمین میں ایڈجسمنٹ کیا تھا اس کا خط نمبر 2013/No.DC/K/Malir/Rev.Br/797 بتاریخ 08 مارچ 2013ء، اس میں سروے سپرڈنڈنٹ کراچی بھی شامل ہیں اوراسکیم 33 کے سیکٹرنمبر A-3 کو 224 ایکڑاراضی، سیکٹر A-4 کو 148 ایکڑاراضی، سیکٹر A-18 کو 120 ایکڑاراضی، B-18 کو 23 ایکڑاراضی اورسیکٹر A-54 کو 27 ایکڑاراضی الاٹ کیا تھا۔

لینڈ یوٹیلائریشن یونیو نے مجموعی طور پر 542 ایکڑاراضی صرف پانچ روپے پراسکوئر یارڈ الاٹ کیا تھا جن میں 284 ایکڑسرکاری اور 261 ایکڑنجی اداروں کومختص کہ گئی تھی، عدالت میں درخواست گزار نے گبول خاندان کے جعلی سازی اورفراڈ کا ریکارڈ بھی پیش کیا ہے رپورٹ میں کراچی کے اسکیم 33 کوریڈرمین سپرہائی ویکی الاٹ شدہ تھا گبول خاندان کی زمین سے علحدہ تھا کسی مجازادارے سے منظوری کے بغیر 2011ء میں ہونے والے تمام ریکارڈ آف رائٹس میں اندراج کو منسوخ، واپسی لیا جائے، گبول خاندان نے اپنی تمام زمین کو جنوری 1980ء ※ فروری 1980ء، اپریل 1980ء اورجون 1980ء تک فروخت کرچکے تھے اور یہ زمین جعلی سازی کے ذریعہ کیا تھا جس کوگبول خاندان کا رجسٹرکاغذات کے نمبر 1592 صفحہ نمبر 11 تا 14 بتاریخ 31 مارش 1975ء کوفروخت کے بعدان کا کلیم برقرارنہیں وہ دھوکہ دہی سے سابق زمینوں کے ساتھ کوریڈرکی اہم زمینوں پرقبضہ کرکے فروخت کردیا تھا۔

واضح رہے کہ کراچی کے 1980ء کی دہائی میں بننے والی محل وقوع گلزارہجری یعنی اسکیم 33 میں ہاوسنگ سوسائٹی کی زمینوں پرجتنے قبضہ اورجعلسازی یافراڈ کے واقعات رونما ہوئے اورریکارڈ پر موجود ہے کسی اورعلاقہ میں نہیں ہوگا، یہاں اسکیم میں لاٹیڈ زمین پر قبضہ، کچی آبادی، گوٹھ آبادکی درجنوں ناجائز زمین پرقبضہ کا سلسلہ جاری ہے، ایسی طرح پیپلز پارٹی کی حکومت سندھ میں 2008ء میں جب آئی توسرکاری زمین کے ماں (بورڈ آف ریونیو) کے راشی اور بدعنوان افسران وہلکارون کی اسکیم 33 جنت بن گئی اورسرکاری اورنجی اراضی پر سرکاری سرپرستی میں جعلی کاغذات کے آڑ میں قبضہ کرکے ہزاروں شہریوں کواس کے جائزحق سے محروم کیا۔

"نیا سال، نئی امیدیں اور نیا جوش!

جب نیا سال آتا ہے، تو یہ ہمیں نئی توانائی اور جوش کے ساتھ اپنے مقاصد کی طرف بڑھنے کا موقع دیتا ہے حیدرآباد کو ایک مثالی اور روشن شہر بنانے کا عزم ہے، جہاں ہر شہری کو بہتر زندگی گزارنے کا حق ملے۔

نیا سال ہے نئی کارکردگی، نئی ترقیات، اور عوام کی خدمت میں نئے معیار قائم کرنے کا سال۔ ہمارا مقصد ایک صاف، محفوظ اور خوشحال حیدرآباد ہے، جہاں ہر فرد اپنے حقوق کو محسوس کرے

یہ وقت ہے ساتھ چل کر نئے حیدرآباد کا خواب حقیقت بنانے کا

منجانب: کاشف حسین شورو
میئر، حیدرآباد

24 DEC MUHAJIR CULTURE DAY

نوجوانانِ مہاجر

24 دسمبر
مہاجر ثقافتی دن
کریم آباد تا مزار قائد

رپورٹ: ڈاکٹر عابد علی

مہاجر کلچر ڈے مہاجر کلچر ڈے ایک خاص دن ہے جو مہاجر برادری کی تاریخ، ثقافت، اور قربانیوں کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ یہ دن نہ صرف مہاجر برادری کی روایات کو اجاگر کرتا ہے بلکہ ان کی شناخت کو تسلیم کرنے اور ان کے حق میں یکجہتی کا اظہار کرنے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

تاریخی پس منظر:

مہاجر ثقافت کا آغاز 1947 کی تقسیمِ ہند کے دوران ہوا۔ جب لاکھوں افراد نے اپنی جنم بھومی کو خیرآباد کہا اور پاکستان کی سرزمین پر نئے خوابوں اور امیدوں کے ساتھ قدم رکھا۔ ان لوگوں نے بے پناہ قربانیوں اور عزم کے ذریعے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مہاجر ثقافت کی خصوصیات:

مہاجر ثقافت مختلف تہذیبوں کا حسین امتزاج ہے، جس میں زبان، ادب، موسیقی، لباس، کھانے اور روایات شامل ہیں۔

زبان:

اردو زبان مہاجر کلچر کا سب سے بڑا اثاثہ ہے، جو رابطے کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ قومی یکجہتی کی علامت بھی ہے۔

کھانے:

مہاجر کھانوں میں بریانی، نہاری، قورمہ، کباب، اور دیگر روایتی پکوان شامل ہیں، جو ان کی شناخت کا حصہ ہیں۔

ادب و فنون:

مہاجر ثقافت کی خاص بات ان کا ادب، شعری محفلیں، اور موسیقی ہے، جو ان کی تہذیبی خوبصورتی کو نمایاں کرتی ہیں۔

روایات:

مہاجر برادری کی روایات میں مذہبی اور سماجی تقریبات کے ساتھ ساتھ سماجی ہم آہنگی اور بھائی چارے کی جھلک ملتی ہے۔

مہاجر کلچر ڈے کی اہمیت:

یہ دن مہاجر برادری کے اتحاد و یکجہتی کی علامت ہے۔ اس موقع پر مختلف تقریبات، سیمینارز، اور ثقافتی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں جن کے ذریعے نئی نسل کو اپنے آباؤ اجداد کی قربانیوں اور کامیابیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

مہاجر کلچر ڈے صرف مہاجر برادری تک محدود نہیں بلکہ قومی سطح پر یہ دن اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ پاکستان کی ترقی میں تمام قومیتوں کا برابر کا حصہ ہے۔

مہاجر اکابرین اور مشہور شخصیات:

مہاجر برادری نے پاکستان کے مختلف شعبوں میں نمایاں رہنما شخصیات پیدا کیں، جنہوں نے ملک کی ترقی اور استحکام میں بے مثال کردار ادا کیا۔ ان میں شامل ہیں:

قائداعظم محمد علی جناح:

بانی پاکستان، جنہوں نے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد ریاست قائم کی۔

لیاقت علی خان:

پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم، جنہوں نے ابتدائی مشکلات کے دوران ملک کو سنبھالا۔

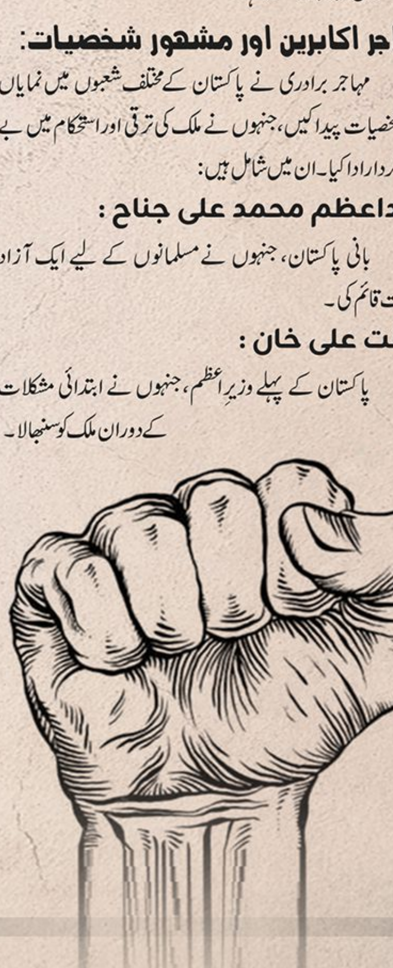

ڈاکٹر عبد القدیر خان:

پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خالق، جنہوں نے پاکستان کو پہلی اسلامی ایٹمی قوت بنایا اور ملک کے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنایا۔

جنرل پرویز مشرف:

پاکستان کے سابق صدر اور آرمی چیف، جنہوں نے مشکل حالات میں ملک کی قیادت کی اور کئی اہم اصلاحات متعارف کروائیں۔

فیض احمد فیض:

مشہور شاعر اور ادیب، جنہوں نے اردو ادب کو نئی بلندیوں تک پہنچایا۔

جاوید میانداد:

کرکٹ کی دنیا کے عظیم بلے باز، جنہوں نے پاکستان کو کئی تاریخی کامیابیاں دلائیں اور اپنی جیت کا ناقابلِ فراموش چھکا ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

صائم ایوب:

موجودہ دور کے ابھرتے ہوئے نوجوان کرکٹر، جو مہاجر برادری کی نئی نسل کی نمائندگی کرتے ہیں اور اپنی شاندار کارکردگی سے پاکستان کا نام روشن کر رہے ہیں۔

نورجہاں:

ملکہ ترنم، جنہوں نے اپنی خوبصورت آواز سے پاکستانی موسیقی کو امر کر دیا۔

حکیم محمد سعید:

ہمدرد فاؤنڈیشن کے بانی، جنہوں نے طب اور تعلیم کے میدان میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ مہاجر کلچر ڈے صرف ایک دن منانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تحریک ہے جو ہمیں اپنی شناخت کو برقرار رکھنے، اپنی روایات پر فخر کرنے، اور اپنی جڑوں سے جڑے رہنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ دن اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ مہاجر برادری نے اپنی قربانیوں سے نہ صرف پاکستان کو مضبوط کیا بلکہ اپنے کلچر کے ذریعے ملک کو ایک منفرد رنگ بھی دیا۔

نیا سال، نیا عزم!

2025 میں ہمارا عزم عوام کی خدمت اور امن کے قیام میں ہے

میں ریاض الرحمان بلو ایس ایس پی خیر پور کے اکاؤنٹس آفیسر کی حیثیت سے ایس ایس پی اور اعلیٰ حکام کو نیا سال مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کے تعاون اور رہنمائی سے ہم اپنے فرائض میں مزید کامیاب ہوں گے

آئیں ہم سب مل کر ایک محفوظ اور پر امن ضلع کے لیے کام کریں

نیک تمنائیں اور بے شمار دعائیں

منجانب: ریاض الرحمان بلو اکاؤنٹس آفیسر، ایس ایس پی خیر پور

خوبصورت پہاڑوں میں گھرا

کنٹینر سٹی

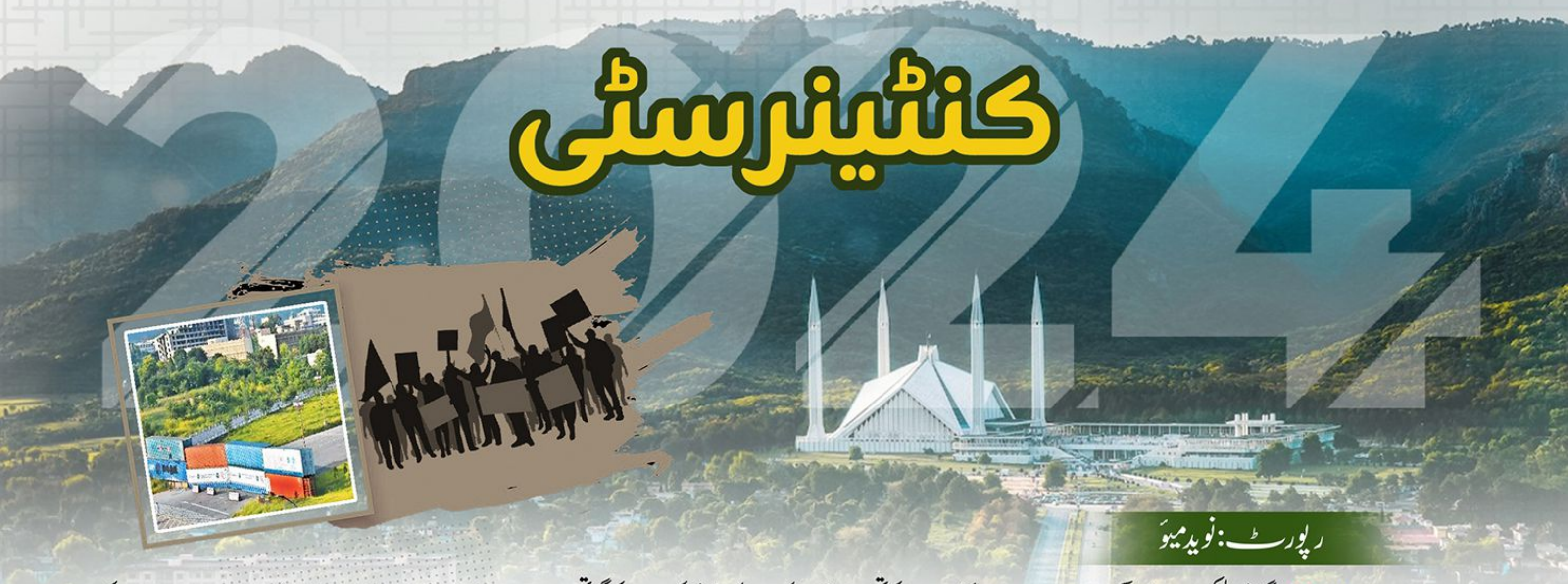

رپورٹ: نوید میو

سال 2024 گزر گیا لیکن اپنے پیچھے کچھ ایسے انمٹ نقوش چھوڑ گیا جو ایک ڈراؤنے خواب کی طرح ہمارے ذہنوں پر چھائے رہیں گے دنیا کے خوبصورت ترین دارالحکومتوں میں شمار کیا جانے والا اسلام آباد **2024** میں کنٹینرز کا شہر مشہور ہوگیا وفاقی دارالحکومت کے باسی جنہوں نے کسی بھی خاص مواقعوں یا احتجاج کے موقع پر صرف داخلی اور خارجی راستے بند ہوتے دیکھے تھے وہ بھی کراچی ، لاہور اور دیگر شہروں کی طرح ہر راستے کی بندش سے آشنا ہوگئے **2024** میں راستوں کی اس طرح بندش کی گئی کہ شہریوں کے لئے اسلام آباد کے اندر بھی نقل و حمل کرنے میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور اسی وجہ سے اسے کنٹنٹر سٹی کا لقب دیا گیا شہریوں کو اپنی ملازمتوں پر جانے، بچوں کو اسکول لے جانے اور دیگر روزمرہ کے کاموں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

حکومت کی جانب سے ایس سی او کانفرنس اور پی ٹی آئی کے مختلف مطالبات کے سلسلے میں کیے جانے والے احتجاجوں کی وجہ سے اسلام آباد میں بار بار رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ حکومت کے مطابق اپوزیشن کی احتجاج کی کال سے معاشی طور پر یومیہ **190** ارب روپے سے زائد کا نقصان ہوتا ہے۔ لاک ڈاؤن اور احتجاج کی وجہ سے ٹیکس وصولیوں میں کمی ہوتی ہے۔

2024 میں پی ٹی آئی کی جانب سے **28** ستمبر کے احتجاج کے لیے راولپنڈی کے لیاقت باغ کو چنا گیا تھا۔ **28** ستمبر کو دن بھر پولیس اور کارکنان کے درمیان تصادم جاری رہا اور پولیس کی جانب سے آنسو گیس اور شیلنگ کی جاتی رہی۔ پولیس اور کارکنان کے درمیان شدید تصادم کے بعد علی امین گنڈاپور نے اسلام آباد **26** نمبر چونگی سے پشاور واپس جانے اور احتجاج کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس موقع پر جڑواں شہروں کو ملانے والے تمام راستوں کو کنٹینرز لگا کر بند کر دیا گیا تھا۔ میٹرو بس سروس بھی جزوی طور پر بند تھی۔

اس کے بعد پی ٹی آئی کی جانب سے **4** اکتوبر کو بھی اسلام آباد اور لاہور میں احتجاج کی کال دی گئی تھی۔ اس دوران بھی اسلام آباد کے تمام داخلی اور خارجی راستوں کو کنٹینرز لگا کر بند کیا گیا تھا۔ وہ احتجاج آئینی ترامیم کے خلاف رکھا گیا تھا۔ اس احتجاج کی قیادت علی امین گنڈاپور نے کی تھی اور کارکنان کو ڈی چوک پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی جبکہ علی امین گنڈاپور کا قافلہ **5** اکتوبر کی سہ پہر اسلام آباد پہنچا تھا۔ اس وقت ملائیشیا کے وزیراعظم انور ابراہیم پاکستان کے دورے پر تھے اور **4** اکتوبر کو ان کی واپسی کے دن اسلام آباد میں احتجاج کا میدان سجایا گیا تھا۔ آئی جی پی آفس کی جانب سے جاری کردہ نقصانات کی رپورٹ کے مطابق پی ٹی آئی کے اس احتجاج کے دوران مجموعی طور پر تقریباً **24** کروڑ روپے کا نقصان ہوا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ رپورٹ کے مطابق دوران احتجاج اسلام آباد پولیس کا ایک اہلکار شہید اور **31** زخمی ہوئے تھے۔

پاکستان تحریک انصاف کی جانب سے **15** اکتوبر کو بھی احتجاج کی کال دی گئی تھی۔ پی ٹی آئی نے احتجاج کی یہ کال عین اس موقع پر دی جب پاکستان شنگھائی تعاون تنظیم کے **23** ویں اجلاس کی میزبانی کرنے جا رہا تھا لیکن پھر پی ٹی آئی کی جانب سے احتجاج کی کال واپس لیتے ہوئے احتجاج کو ملتوی کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مگر اس کے باوجود وفاق اور پنجاب کی صوبائی حکومتوں نے پی ٹی آئی کے احتجاج کو روکنے کے لیے انتہائی سخت اقدامات کیے ہوئے تھے جن میں فوج کی تعیناتی سمیت مختلف شہروں میں انٹرنیٹ کی معطلی، پولیس کی بھاری نفری کی تعیناتی اور شہر کے داخلی و خارجی رستوں کو بند کرنے کے ساتھ ساتھ شہر کے اندرونی کچھ راستوں کو بھی بند کرنا وغیرہ شامل تھا۔ اس کے بعد **14** اکتوبر سے **17** اکتوبر تک پاکستان کی سیکیورٹی پاک فوج کے حوالے کی گئی تھی اور اس دوران شہر کی بڑی مارکیٹیں، میٹرو بس سروس اور تمام لوکل ٹرانسپورٹ کو بند کروا دیا گیا تھا۔

گزشتہ ماہ پی ٹی آئی کے لانگ مارچ کے سبب اسلام آباد **24** نومبر سے تقریباً **27** نومبر تک جزوی طور پر بند رہا۔ یاد رہے کہ اس لانگ مارچ کی قیادت سابق وزیراعظم عمران خان کی اہلیہ اور وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور نے کی تھی۔ احتجاج کے پیش نظر اسلام آباد کو **24** مقامات پر بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ شہر کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر کڑی نگرانی اور پولیس کی بھاری نفری بھی تعینات کی گئی اور اسلام آباد جزوی طور پر تقریباً **4** روز تک بند رہا۔ واضح رہے کہ اس احتجاج سے نمٹنے کے لیے اسلام آباد پولیس نے **24** سے **26** نومبر کو **33** کروڑ روپے سے زائد کے اخراجات کیے

مجموعی طور پر سال **2024** میں انتظامیہ کی جانب سے اسلام آباد کو تقریباً **4** بار بند کیا گیا۔ اس کے علاوہ پی ٹی آئی نے عام انتخابات **2024** کے بعد بھی ملک گیر احتجاج کی کال دی۔ کچھ ریلیاں پی ٹی آئی کارکنان کی جانب سے نکالی گئیں۔ جس سے اسلام آباد میں ٹریفک کی آمدورفت میں رکاوٹ دیکھی گئی لیکن اسلام آباد کو انتظامیہ کی جانب سے بند نہیں کیا گیا۔

ایک جانب اسلام آباد پولیس احتجاج اور دھرنوں سے نمٹنے میں مصروف رہی تو دوسری جانب شہر کا کرائم ریٹ بڑھتا چلا گیا سال **2024** کے دوران مختلف واقعات میں وفاقی دارالحکومت میں **125** افراد جاں بحق ہوئے چوری اور رہزنی کی **3200** وارداتیں ہوئیں جبکہ شہری **370** گاڑیوں اور **3300** سے زائد موٹر سائیکلوں سے محروم ہوئے۔

اگر بات کریں پولیس کی کامیابیوں کی تو محکمہ انسداد دہشت گردی پولیس اسلام آباد نے سال **2024** میں **141** سرچ آپریشنز کیے۔ سرچ آپریشنز کے دوران **9** ہزار **378** گھروں، **12** ہزار **427** مشکوک افراد اور **4** ہزار **966** مشکوک موٹر سائیکل چیک کیے۔ سرچ آپریشنز کے دوران بغیر کاغذات **201** موٹر سائیکل اور **17** گاڑیاں تھانوں میں بند کیں۔ سرچ آپریشنز کے دوران مختلف بور کے **219** اسلحہ، **1593** راؤنڈ اور **139** میگزین برآمد کیں۔ اس دوران **202** بوتلیں شراب، **3** کلو **865** گرام ہیروئن، **3200** گرام چرس اور **710** گرام آئس برآمد کی۔ سال **2024** میں دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ **52** انٹیلیجنس بیسڈ آپریشنز کیے۔ انٹیلیجنس بیسڈ آپریشنز کے دوران **46** مشکوک افراد کو گرفتار کیا گیا۔ انٹیلیجنس بیسڈ آپریشنز کے دوران **1480** گرام دھماکا خیز پاوڈر، **10** ڈیٹونیٹرز، **11** فٹ سیفٹی فیوز تار، **2** پرائما کارڈ، **8** گرنیڈ، ایک مائن اسپیس بھی برآمد کی۔ آپریشنز میں ایک آئی ای ڈی، **5** پسٹلز، **1** کلاشنکوف اور دھماکے میں استعمال ہونے والا دیگر مواد بھی برآمد کیا۔ سی ٹی ڈی اسلام آباد نے غیر قانونی طور پر رہنے والے **92** غیر ملکیوں کو ان کے ملک روانہ کیا اور اسلام آباد میں رہائش پذیر **12** ہزار **400** سے زائد افغانیوں کا ریکارڈ مرتب کیا۔

جائیداد، گاڑی خریدنے پر پابندی کی تجویز:

ٹیکس نادہندگان کیخلاف گھیرا مزید تنگ ہونے سے کون سا طبقہ متاثر ہوگا؟

پاکستان میں وفاقی حکومت کی جانب سے ملک کے ٹیکس نظام میں ترامیم تجویز کی گئی ہیں جس کے تحت ٹیکس نہ ادا کرنے والے اور ریٹرن فائل نہ کرنے والے افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ وفاقی وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب کی جانب سے رواں ہفتے بدھ کے روز قومی اسمبلی میں ٹیکس قوانین ترمیمی بل پیش کی گیا جس کے تحت ٹیکس ادا نہ کرنے والے افراد اور ٹیکس ریٹرن جمع نہ کرانے والے افراد کے خلاف مختلف اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے پیش کیے جانے والے بل میں فائلرز اور نان فائلرز کی بجائے اہل اور نااہل افراد کی کیٹیگری متعارف کرانے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ حکام کے مطابق وفاقی وزیر خزانہ کی جانب سے پیش کیا جانے والا بل ستمبر 2024 میں ٹیکس جمع کرانے والے ادارے فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) کی جانب سے اعلان کردہ پالسی کا تسلسل ہے جس کے تحت ملکی ٹیکس قوانین سے نان فائلرز کی کیٹیگری ختم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔

ایف بی آر کے سربراہ کی جانب سے کہا گیا تھا کہ نئی پالیسی کے تحت نان فائلرز پر مختلف پابندیاں عائد کی جائیں گی۔ اور اب نان فائلرز کے خلاف اس پالیسی کے تحت اٹھائے گئے اقدامات کو ٹیکس قوانین میں ترمیمی بل کے ذریعے قومی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے۔ حکومت کی جانب سے نان فائلرز کے خلاف تجویز کردہ پابندیاں کیا ہیں؟ وزیر خزانہ کی جانب سے قومی اسمبلی میں پیش کیے گئے بل میں فائلرز اور نان فائلرز کی کیٹیگری کو اہل اور نااہل افراد کی کیٹیگری سے بدلنے کی تجویز کی گئی ہے یعنی ٹیکس ریٹرن جمع کرانے والے افراد اہل اور ریٹرن جمع نہ کرانے والے افراد کو نااہل قرار دینے کی تجویز دی گئی ہے۔ حکومت کی جانب سے تجویز کردہ اقدامات کے تحت نااہل افراد پر 800 سی سی سے بڑی گاڑی خریدنے پر پابندی ہوگی۔

نااہل افراد کے لیے بینک اکاونٹ کھولنے پر بھی پابندی عائد کرنے کی تجویز دی گی ہے۔ اس کیٹیگری میں آنے والے افراد بینک اکاونٹ سے ایک مقررہ حد سے زیادہ پیسے بھی نہیں نکال سکیں گے۔ اِسی طرح اُن پر ایک حد سے زیادہ بینک ٹرانزیکشنز پر بھی پابندی عائد ہوگی اور اس کے ساتھ ان پر سیکیورٹیز اور میوچل فنڈز یعنی سٹاک مارکیٹ میں سرمایہ کاری پر بھی پابندی ہوگی۔ تاہم نااہل افراد (یعنی نان فائلرز) رکشہ، موٹر سائکل رکشہ، ٹریکٹر، پک اپ وہیکل، ٹرک اور بس خرید سکتے ہیں۔ مجوزہ بل میں حکومت کی جانب سے کہا گیا ہے کہ نااہل افراد کسی اتھارٹی کو جائیداد کی ایک خاص حد سے زیادہ رجسٹریشن کے لیے درخواست نہیں دے سکیں گے۔ ترمیمی بل کے مطابق اہل افراد یعنی فائلر کے والدین، بیوی اور 25 سال تک کی عمر کے بچے فائلر تصور ہوں گے جبکہ غیر شادی شدہ، بیوہ یا طلاق یافتہ بیٹی بھی فائلر تصور ہوگی اور اسی کے ساتھ ساتھ سپیشل بچے بھی فائلر تصور ہوں گے۔ حکومت کی جانب سے تجویز کردہ پابندیوں سے کون سا طبقہ متاثر ہوگا؟ ٹیکس ماہرین کا کہنا ہے کہ نئی ٹیکس تجاویز کا جائزہ لیا جائے تو بظاہر تو تجاویز مثبت ہیں جن کا مقصد ایسے افراد کو ٹیکس نیٹ میں لانا ہے جن کی آمدن پر ٹیکس بنتا ہے تاہم وہ حکومتی خزانے میں ٹیکس جمع نہیں کراتے۔ تاہم انھوں نے کہا کہ یہ تجاویز معاشرے کے مختلف طبقات کو متاثر بھی کریں گی۔

کراچی ٹیکس بار ایسوسی ایشن کے صدر علی اے رحیم نے بی بی سی اردو سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ 'آبادی کے مختلف طبقات پر اس کا اثر ہوگا۔' انھوں نے کہا کہ 'مثال کے طور پر زرعی شعبے کو لے لیں تو اس میں فصل کی کٹائی کے بعد زمیندار طبقہ گاڑیوں کی خریداری کرتا ہے تاہم یہ طبقہ ٹیکس نیٹ میں نہیں ہے اس لیے اگر حکومت کی تجویز کردہ ترامیم منظور ہو جاتی ہیں تو اس کا اثر لازمی طور پر اس طبقے پر پڑے گا۔' علی اے رحیم کا کہنا تھا کہ 'پاکستان میں عمومی طور پر ایک اوسط خاندان کا ایک فرد ہی کماتا ہے اور باقی اس پر انحصار کرتے ہیں اس لیے جب یہ تجاویز منظور ہو کر نافذ ہوں گی تو اس سے عام آدمی کی مشکلات بڑھیں گی۔ انھوں نے اگر کسی مرد یا عورت نے اپنے بچوں کے لیے بینک میں پیسے رکھے ہوئے ہیں جو ان کی تعلیم یا شادی پر خرچ ہوں گے لیکن اگر وہ نان فائلر ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ یہ پیسے نہیں نکال سکیں گے۔' ٹیکس امور کے ماہر ذیشان مرچنٹ نے اس سلسلے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ 'ان تجاویز کا مقصد تو یہ ہے کہ جن لوگوں کی اتنی آمدنی ہے کہ وہ ٹیکس ادا کر سکتے ہیں لیکن وہ ادا نہیں کر رہے تو ان سے ٹیکس کی وصولی کی جائے گی۔' انھوں نے مزید کہا کہ 'یہ تجاویز مثبت تجاویز ہیں جن کا مقصد ٹیکس دینے کے قابل افراد کو ٹیکس نیٹ میں لانا ہے۔' ذیشان کا کہنا ہے کہ 'زرعی شعبے کے منسلک افراد کے علاوہ ریٹیلرز، ہول سیلرز اور ڈسٹری بیوٹرز اس کی زد میں آئیں گے کیونکہ ان طبقات پر اگر اکاونٹ کھولنے یا اس سے پیسے نکلوانے پر پابندی ہوگی تو یقینی طور یہ چیز ان کے لیے پریشانی کا سبب ہوگی۔' انھوں نے بتایا کہ 'پاکستان میں یہ شعبے ٹیکس نیٹ میں نہیں ہیں اس لیے اگر یہ پابندیاں قانون بن جاتی ہیں تو مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد ان سے متاثر ہوں گے۔ لوگوں کو ابتدائی طور پر پریشانی ہوگی تاہم اس کے فوائد بھی ہوں گے جو ٹیکس نیٹ میں نہ ہونے کی صورت میں انھیں نہیں مل پائیں گے۔'

حکومت کی جانب سے قومی اسمبلی میں پیش کی جانے والی ٹیکس قوانین میں ترامیم جس کے تحت نان فائلرز یا نااہل افراد کو مالیاتی امور میں مختلف پابندیوں کر سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، ان کے قابلِ عمل ہونے کے بارے میں ذیشان مرچنٹ نے کہا کہ 'عملی طور پر دیکھا جائے تو یہ قابل عمل نہیں ہیں کیونکہ جن اداروں نے انھیں نافذ کرنا ہے وہ اعلانات کے باوجود ابھی تک ٹیکس نیٹ میں اضافہ نہیں کر پائے۔' انھوں نے بتایا کہ 'سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے افراد کی شناخت کیسے ہوگی۔ بینک اکاونٹ سے ایسے افراد کی شناخت مشکل ہوگی کیونکہ بینک اکاونٹ کی بجائے یہ افراد کیش ڈیکنگ میں چلے جائیں گے جس کا مطلب ہے کہ وہ ان پابندیوں کی زد میں نہیں آئیں گے جس کے تحت ان کے بینک اکاونٹ نہیں کھولیں جا سکتے اور دوسری جانب ان پر اکاؤنٹس سے زیادہ پیسے نکلوانے پر بھی پابندی ہوگی۔' ذیشان مرچنٹ کا مزید کہنا ہے کہ 'البتہ یہ بات ٹھیک ہے کہ گاڑی یا پراپرٹی خریدنے پر پابندی سے یہ افراد شناخت کیے جا سکتے ہیں۔' وہ کہتے ہیں کہ 'ان ترامیم کا مقصد تو صحیح ہے تاہم اس سے یہ خطرہ بھی ہے کہ کیش اکانومی کو فروغ مل سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی رسک ہے کہ کہیں یہ ٹیکس دینے والے افراد کے لیے پراسانی کا راستہ نہ کھول دیں۔' علی اے رحیم نے اس بارے میں بتایا کہ 'جب 2016 میں فائلرز اور نان فائلرز کی کیٹیگری متعارف کروائی گئی تھی تو اس کے پس پردہ مقصد ٹیکس میں اضافہ کرنا تھا تاہم یہ مقصد پورا نہیں ہوا۔' انھوں نے کہا کہ نئی ٹیکس ترامیم کی تجویز سے پابندیاں تو عائد ہوں گی لیکن بظاہر ایسا ممکن نہیں لگ رہا کہ ان سے ٹیکس میں اضافہ بھی ہو جو حکومت کی خواہش ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ 'بینکوں میں پیسہ رکھنے کے لیے فائلر ہونے کی شرط سے رسک یہ ہے کہ لوگ بینکوں سے پیسے نکالنا شروع کر دیں گے جس کا مطلب ہے کہ یہ تجاویز بینکوں پر بھی منفی طور پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔' علی نے بتایا کہ 'پاکستان میں عمومی طور پر ٹیکس نیٹ کو ٹیکس کا جال سمجھا جاتا ہے اس لیے عام افراد اس میں آنے سے گریز کرتے ہیں کہ ایک بار پھنس گئے تو پھر اس سے جان چھڑانا ممکن نہیں ہوگا۔

CRIME STOPPERS

CRIME SCENE DO NOT CROSS

انسپکٹر ارشد اعوان

ایس ایچ او (شاہ لطیف پولیس اسٹیشن)

سب انسپکٹر عرفان سہتو

ایس ایچ او (ماڈل کالونی پولیس اسٹیشن)

انسپکٹر ساجد دھاریجو

ایس ایچ او (چاکیواڑہ پولیس اسٹیشن)

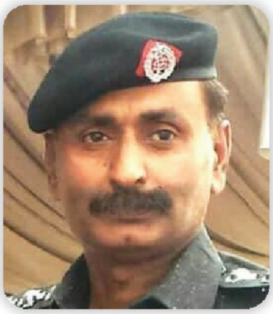

انسپکٹر چوہدری بابر

ایس ایچ او (بوٹ بیسن پولیس اسٹیشن)

شہید بینظیر بھٹو:

جمہوریت اور جدوجہد کی علامت

شہید بینظیر بھٹو کی 17 ویں برسی کے موقع پر سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جامشورو
ان کی بے مثال قربانیوں اُصولوں اور جمہوریت کے لیے
کی جانے والی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے

ادارے کا پیغام:

- سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جامشورو کی پالیسی کے مطابق علم کی روشنی پھیلانے اور سندھ کے ہر بچے تک مفت تعلیم پہنچانے کا مشن جاری رہے گا
- ہم شہید بینظیر بھٹو کے دکھائے گئے راستے پر چلتے ہوئے ایک ایسا معاشرہ بنانے کے لیے پرعزم ہیں جہاں ہر بچے کو تعلیم اور شعور کا بنیادی حق حاصل ہو

تعلیم ہی روشن مستقبل کی ضمانت ہے

منجانب: چیئرمین/سیکریٹری (سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جامشورو)